اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

ماہنامہ لاہور

بانی

قطب الاقطاب عالم ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا

سیّد حامد میاں قدس سرہٗ

بفیضانِ نظر

محمود الملّۃ والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا

سیّد محمود میاں قدس سرہٗ

مئی

2026ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۵	ذیقعدہ ۱۴۴۷ھ / مئی ۲۰۲۶ء	جلد : ۳۴

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ

فیضانِ نظر : محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مولانا نعیم الدین صاحب (مدیرِ اعلیٰ)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیرِ مسئول)
مولانا محمد عابد صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیرِ منتظم)

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp : +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0333 - 4249302

موبائل : 0323 - 4250027

جاز کیش نمبر : 0304 - 4587751

دارالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ	۷
سیرتِ مبارکہ... پورے عرب پر قریش کا ہمہ گیر اثر	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۱
مقالاتِ حامدیہ ..... چند عملیات اور وظائف	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	
خطباتِ سید محمود میاںؒ ..... اسلام میں غلام اور باندیوں کے حقوق (حصہ دوم)	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۲۲
ماہِ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۲۷
قربانی کے مسائل	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحبؒ	۳۹
درسِ حدیث ..... نبی علیہ السلام کی چار تلواریں	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۴۵
اخبار الجامعہ		۶۳
وفیات		۶۴

دعاءِ صحت کی اپیل

حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب مد ظلہم (مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور) بوجہ عارضہ قلب بیمار ہیں، قارئین کرام سے ان کی مکمل صحت یابی کے لیے دعاءِ صحت کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کی عمر میں برکت عطاء فرما کر صحت و سلامتی عطا فرمائے آمین جامعہ اور خانقاہ حامدیہ میں ان کی صحت کے لیے خصوصی دعا کی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

امن مذاکرات اور پاکستان کا روشن کردار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

مشرقِ وسطیٰ میں ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان کشیدگی نے عالمی امن، معیشت اور توانائی کے نظام کو شدید متاثر کیا ہوا ہے ! تیل کی رسد، بحری راستوں خصوصاً آبنائے ہرمز کی بندش اور سیاسی بے چینی نے کئی ممالک کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے ! محسوس ہو رہا ہے کہ دنیا اس وقت ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں جنگ کی آگ اگر ایک خطے میں بھی بھڑکی تو اس کی تپش سے پورا عالم محفوظ نہیں رہ سکے گا ! !

اس عالمی کشیدگی نے نہ صرف سیاسی افق کو دھندلا دیا ہے بلکہ معیشت، امن، انسانی اقدار اور باہمی تعلقات کو بھی شدید متاثر کیا ہے ! ایسے نازک ماحول اور حساس وقت میں جب توپ و تفنگ کی زبان بولی جارہی ہے، پاکستان نے ایک متوازن اسلامی ریاست کے طور پر اہم کردار ادا کرتے ہوئے دانش، تدبر اور مفاہمت کی زبان اختیار کر کے ایک ذمہ دار اسلامی ریاست ہونے کا ثبوت دیا ! پاکستان نے ایک غیر جانب دار میزبان کے طور پر امریکہ اور ایران کو ایک میز پر بٹھانے کی کوشش کی جسے سفارتی حلقوں میں بڑی کامیابی سمجھا گیا ! !

موجودہ عالمی حالات میں جب بڑی طاقتیں اپنے مفادات کی کشمکش میں مصروف ہیں، پاکستان نے ایک مرتبہ پھر دانشمندی، اعتدال اور مفاہمت کی راہ اختیار کرتے ہوئے دنیا کو یہ پیغام

دیا ہے کہ مسائل کا حل میدانِ جنگ نہیں بلکہ مذاکرات کی میز پر تلاش کیا جانا چاہیے ! !

اپریل ۲۰۲۶ء میں اسلام آباد میں دونوں ممالک کے نمائندوں کے درمیان اعلیٰ سطحی مذاکرات ہوئے، ان مذاکرات کا بنیادی مقصد جاری جنگی کشیدگی کم کرنا، جنگ بندی کو مضبوط بنانا اور خطے میں امن کی راہ ہموار کرنا تھا ! یہ مذاکرات تقریباً اکیس گھنٹے جاری رہے، اگرچہ پہلے دور میں کوئی حتمی معاہدہ نہ ہوسکا، مگر مذاکرات کا دروازہ کھل گیا جو خود ایک اہم پیش رفت تھی ! !

پاکستان میں ہونے والے امن مذاکرات نے یہ واضح کر دیا کہ اگر نیت خیر کی ہو اور قیادت بصیرت رکھتی ہو تو سخت ترین حالات میں بھی مذاکرات کے دروازے کھل سکتے ہیں ! پاکستان نے اپنی سرزمین کو جنگی منصوبہ بندی کے لیے نہیں بلکہ امن کی میزبانی کے لیے پیش کیا ! !

یہ کردار محض سفارتی سرگرمی نہ تھا بلکہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق صلح، عدل اور اصلاحِ ذات البین کا عملی اظہار تھا ! اسلام ہمیں فساد کے بجائے ''امن'' کا درس دیتا ہے اور پاکستان نے اسی پیغام کو دنیا کے سامنے رکھا ! یہ مذاکرات اگرچہ فوری طور پر تمام مسائل کا حل ثابت نہیں ہوئے لیکن انہوں نے ایک ایسی امید ضرور پیدا کی کہ دشمنی کی دیواروں میں دراڑ ڈالی جا سکتی ہے، بات چیت کا آغاز خود نصف کامیابی ہوتا ہے کیونکہ جب زبانیں کھلتی ہیں تو ہتھیار خاموش ہونا شروع ہوجاتے ہیں ! پاکستان نے ثابت کیا کہ ایک اسلامی ملک صرف اپنے مفادات کا محافظ نہیں بلکہ امت اور انسانیت کے وسیع تر مفاد کا امین بھی ہوسکتا ہے ! !

اسلام آباد میں پہلے مرحلے کے مذاکرات کے بعد جب دوسرے دور کی خبریں سامنے آئیں تو دنیا کی نظریں ایک بار پھر پاکستان پر مرکوز ہوگئیں ! یہ امر معمولی نہیں کہ متحارب یا متنازع قوتیں ایک اسلامی ملک کی سرزمین کو بات چیت کے لیے موزوں سمجھیں، اس سے پاکستان کی سفارتی ساکھ، متوازن پالیسی اور خیر خواہی پر مبنی کردار نمایاں ہوتا ہے ! !

اگرچہ دوسرا دور فوری طور پر حتمی صورت اختیار نہ کر سکا، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ پاکستان نے رابطوں کا سلسلہ جاری رکھا اور امن کی کوششوں میں کوئی کمی نہ آنے دی ! یہی ایک ذمہ دار

ریاست کا شیوہ ہے کہ وہ وقتی رکاوٹوں سے مایوس نہ ہو بلکہ خیر کے دروازے کھلے رکھے ! پاکستان کی یہ کوشش کامیاب سفارت کاری شمار ہورہی ہے کیونکہ اسلام دشمن طاقتوں کے اس دور میں ایک اسلامی ملک کا جنگ کے بجائے صلح کی دعوت دینا خود ایک مثبت پیغام ہے ! اسلامی تعلیمات بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہیں کہ صلح کی ایک کوشش ناکام ہو جائے تو دوسری کوشش ترک نہ کی جائے ! قرآنِ مجید نے اصلاحِ احوال اور باہمی مصالحت کو بڑی فضیلت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پاکستان کا موجودہ کردار اسی قرآنی مزاج کی جھلک دکھائی دیتا ہے، پاکستان کے لیے یہ ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اپنی متوازن خارجہ پالیسی، اسلامی اخوت اور عالمی اعتماد کو مزید مضبوط بنائے اور دنیا کو یہ باور کرائے کہ مسلمان ممالک صرف مسائل کا حصہ نہیں بلکہ ان کے حل کی کلید بھی بن سکتے ہیں ! اگر پاکستان آئندہ بھی اسی بصیرت، غیر جانبداری اور خیر خواہی کے ساتھ مصالحتی کردار ادا کرتا رہا تو وہ عالمِ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں امن کے سفیر کے طور پر پہچانا جائے گا ! پاکستان اگر داخلی استحکام، معاشی بہتری اور قومی یکجہتی کے ساتھ اپنی سفارتی حکمت عملی جاری رکھتا ہے تو وہ مستقبل میں بڑے عالمی تنازعات میں بھی مؤثر ثالث بن سکتا ہے ! !

قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مثبت کردار کی قدر کرے، اپنے ملک کے لیے دعا گو رہے اور داخلی سطح پر بھی امن، رواداری اور اتحاد کو فروغ دے ! جو قوم اپنے اندر صلح پیدا کرتی ہے، وہی دوسروں کے لیے صلح کا ذریعہ بنتی ہے ! ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امن صرف حکمرانوں کی میزوں پر نہیں بنتا بلکہ قوموں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے، آج دنیا کو اسلحہ و بارُود نہیں، حکمت و بصیرت کی ضرورت ہے، طاقت نہیں انصاف چاہیے اور جنگ سے زیادہ امن کی ضرورت ہے ! پاکستان اگر اسی راستے پر ثابت قدم رہا تو ان شاء اللہ وہ آنے والے زمانے میں امن، مصالحت اور حکمت کی علامت کے طور پر یاد رکھا جائے گا ! ! !

محمد عابد

١١ر ذوالقعدہ ١٤٤٧ھ/ ٢٩ر اپریل ٢٠٢٦ء

مولای صل وسلم دائما ابدا درس حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلہم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

شفاف خارجہ پالیسی ! فرسودہ کی جگہ اسلام کے جدید مارشل قوانین !

(درسِ حدیث نمبر ۱۷ ۱۵؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۳؍نومبر ۱۹۸۱ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رومیوں (عیسائیوں) سے ایک معاہدہ طے پایا، وہ مثلاً سال بھر کا تھا یا چھ مہینے کا تھا یا دو سال کا تھا، جب وہ معاہدہ پورا (ہونے کو) ہوا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اب معاہدہ پورا ہونے میں مثلاً بیس دن باقی ہیں تو روانہ ہوگئے اُن پر حملہ کرنے کے لیے کہ ہم حملہ کرتے ہیں ! معاہدہ اُن کا فلاں تاریخ کو پورا ہوجائے گا اس کے بعد ہم (فوراً) حملہ کریں گے ! ! تو معاہدے کی مدت جب گزر جائے گی تب حملہ کریں گے تو اس میں کوئی اعتراض کی بات ہے ہی نہیں ! دنیا بھر میں کسی بھی جگہ اسے عہد شکنی نہیں کہا جاسکتا ! تو جب وہ روانہ ہوئے تو ایک شخص پیچھے سے پہنچے یا خچر پر سوار تھے یا گھوڑے پر سوار تھے، آواز دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرٌ یعنی عہد شکنی نہ کرو، غداری نہ کرو ! عہد پورا کرو تو لوگ رک گئے، دیکھا کون صاحب ہیں ! تو ایک صحابی تھے ان کا اسمِ گرامی ہے عَمْرو بن عَبَسَہؓ ! ان کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا، پوچھا حضرت معاویہؓ نے کیا بات ہے اور اس کا کیا مطلب ہے جو آپ فرما رہے ہیں ؟ تو انہوں نے کہا

کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ اگر کسی قوم سے تمہارا معاہدہ ہو تو اس کو بالکل اسی طرح رہنے دو، اس میں جوڑ توڑ کچھ نہ کرو فَلَا یَحُلَّنَّ عَھْدًا وَّلَا یَشُدَّنَّہٗ حتی کہ جس دن تک کا جس تاریخ تک کا معاہدکیا گیا ہے وہ پوری گزر جائے، اس کے بعد جو تیاری کرو گے تو اچانک نہیں ہوگی ان کے لیے ! اگر کوئی کارروائی پہلے کرنی ہے تو ان کو اس کا بتانا ضروری ہوگا اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ اور اگر انہیں بتائے بغیر حملہ کیا گیا تو یہ عہد شکنی ہوگی ! اور اگر ان کو اطمینان کی حالت میں جا کے دبوچ لیا تو یہ بھی اسی قسم کی چیز ہے کہ وہ تو اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارا ان سے معاہدہ تھا اب ختم ہو رہا ہے اور تجدید کرلیں گے دو سال کے لیے یا پانچ سال کے لیے اور آپ نے اچانک غفلت میں ان پر حملہ کر دیا تو یہ اسلام کے طریقے سے ہٹ کر ہے ! (البتہ اگر) ان کی طرف سے عہد شکنی پائی گئی ہو، کوئی بات ایسی پائی گئی ہو تو پھر اعلان آپ کریں گے، با قاعدہ بتلائیں گے انہیں کہ تم نے عہد شکنی کی ہے لہٰذا ہمارا تمہارا کوئی معاہدہ نہیں رہا اور ہم یہ معاہدہ اب توڑنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی غفلت میں نہ رہیں ! !

اسلام میں عہد شکنی نہیں، کفار کی عادت :

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جو ہمارا اسلامی مارشل قانون ہے اس میں یہ شکلیں نہیں چل سکتیں، ان کی طرف سے (عہد شکنی) تو چلتی آئی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج تک اسی طرح اور بار بار بہت جگہ ایسے آتا ہے حدیثوں میں کہ صحابہ کرامؓ نے نہ ان کی قسموں کا اعتبار کیا ہے نہ کسی اور چیز کا اعتبار کیا ہے یعنی دھوکے سے بچے، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ قسمیں بھی جھوٹی کھا سکتے ہیں یہ معاہدے بھی توڑ سکتے ہیں لہٰذا ہوشیار رہو ! پتہ نہیں کس وقت یہ معاہدہ توڑ دیں اور پتہ نہیں کس وقت یہ خلاف ورزی کریں اور اپنی قسمیں توڑ دیں تو یہ تو ضروری ہے کہ تم ہوشیار رہو لیکن تم اس طرح کی کارروائی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اخلاق سے گری ہوئی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عظیم ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ [1] جو بہت اعلیٰ اخلاق ہیں وہ میں مکمل کر کے دکھلاؤں، میری بعثت اس لیے ہوئی ہے اور قرآنِ پاک میں ہے ﴿ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ [2] آپ بہت بڑے اخلاق پر پیدا کیے گئے !

---

[1] السُنن الکبرٰی للبیھقی کتاب الشھادات رقم الحدیث ۲۰۷۸۲ [2] سورۃ القلم : ۴

عہد شکنی سے دینی اور سیاسی نقصان :

تو اس طرح کی چیزیں جن میں ذرا بھی گراوٹ ہو اخلاقی، عہد شکنی ہو، کوئی بدمعاملگی ہو، تمام چیزوں سے جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے تو ان صحابی نے جو کہا کہ آپ اگر ایسے کریں گے تو یہ تو بدعہدی ہے، گو بدعہدی لفظوں میں نہیں ہوگی کیونکہ وہ پانچ تاریخ تک تھا چھٹی تاریخ کو حملہ ہو گیا، پانچ تک تو گزر گئی تاریخ، تو لفظوں میں تو نہیں ہوئی لیکن ان کے ذہنوں کے اعتبار سے بدعہدی ہوگی کہ ہمارے ساتھ انہوں نے دھوکہ کیا، ان چیزوں سے حکومت تو مل جاتی ہے مگر اسلام کی تبلیغ میں رکاوٹ پڑتی ہے ! آپ ایسی غفلت میں جیسے حضرت معاویہؓ جا رہے تھے (حملہ کرتے تو) یہ ہو سکتا تھا کہ وہ حملہ کامیاب ہوتا اور ضرور کامیاب ہوتا وہ تو غفلت میں تھے لیکن نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ لوگ سوچتے کہ یہ تو اچھے آدمی نہیں ہیں ہم تو ان پر اطمینان کرتے تھے ! ؟ تو اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی نہ آنے پائے غیر مسلموں کے ذہن میں، اس کا لحاظ رکھنا مسلمان کو بتلایا گیا اور ضروری قرار دیا گیا ! تو ان صحابی نے تو یہ آواز دی تھی کہ وَفَاءٌ لَّا غَدْرٌ وفا کرو غداری نہ کرو ! وفا کرو غداری نہ کرو ! غداری تو عہد شکنی اور بدعہدی کو کہتے ہیں وہ یہ آواز دیتے آئے اس گفتگو کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں آ گئی یہ بات اور لشکر کو لے کر واپس تشریف لے آئے فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ [1]

اسلام کے مارشل قوانین اور خارجہ پالیسی :

اسلام نے جو جنگی قوانین ہیں وہ بھی رکھے ہیں اور ہمارے پاس بہت بڑی بڑی کتابیں ہیں مستقل اسی موضوع پر کہ جہاد کس طرح کیا جائے اور فوج کے قانون کیا ہوں گے ؟ ! جسے آپ مارشل لاء کہتے ہیں وہ اسلام نے رکھا ہے، اس میں اصول کی (مزید) تقویت کے لیے کوئی قانون عارضی طور پر نکالا جا سکتا ہے لیکن ان اصول سے ہٹتا ہوا کوئی قانون نہیں نکالا جا سکتا ! اس کا نام ہے "سِيَر" یہ سِيَرْ کہلاتی ہیں اور "خارجہ پالیسی" دوسروں کے ساتھ کیا ہوگا ہمارے معاملات کیسے ہوں گے ؟ اس پر مستقل تصانیف موجود ہیں، بڑے بڑے حضرات کی بڑی بڑی کتابیں کئی کئی جلدوں میں،

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الجہاد رقم الحدیث ۳۹۸۰

ہمارے پاس جواب تک پہنچی ہے وہ " کِتَابُ السِّیَرْ " ہے امام محمد رحمة اللّٰه علیہ کی سِیَرِ کَبِیْر وہ پانچ جلدوں میں ہے اس میں تمام یہی چیزیں ہیں، خارجہ پالیسی اور جنگ کے جو قواعد وضوابط ہیں، اصول اور حالات ہیں کہ فلاں نے اس چیز کو پسند کیا اور فلاں نے اس چیز کو ناپسند ! (مثلاً) دشمن کا سر کاٹ کر سردار کے پاس پہنچانا یہ جاہلوں کا طریقہ چلا آرہا تھا اور زمانۂ جاہلیت میں تھا ! !

فرسودہ کی جگہ نیا مارشل ضابطہ :

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے ہیں تو کہیں جو مدمقابل تھے لوگ ان میں سے ایک کا سر کاٹ کر مدینہ منورہ لایا گیا ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند نہیں کیا، انہوں نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں، جہاں بھی مارا جائے آدمی وہاں (رہنے دو) ! بہت نازک نازک مسائل پر انہوں نے جہاں تک نظر بھی نہیں پہنچتی جنہیں انسان خیال بھی نہیں کرتا ہے ان چیزوں کو بھی وہ ضوابط میں لائے ہیں اور وہ اسلام میں موجود ہیں ! وہ الگ بات ہے کہ ہم اتنے محروم القسمت ہیں کہ اسلام کی چیزوں کا ہمیں پتا ہی نہیں کہ کیا ہیں ،تو یہ الگ بات ہے کہ ہمیں پتا نہ ہو، باقی اسلام میں وہ زیادہ مکمل شکل میں موجود ہیں اور خاص بات یہ ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اخلاقی اعتبار سے بھی وہ بلند ہیں ! ! اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور اپنی رضا سے نوازے، آمین اختتامی دعا..........................

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ اگست ۱۹۹۴)

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللّٰه مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

سیرتِ مبارکہ

پورے عرب پر قریش کا ہمہ گیر اثر

سیّد الملة و مؤرخ الملة حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ " محمد رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اوراق

✿ ✿ ✿

مذہبی عظمت ، سیاسی قیادت ، اقتصادی برتری ، تجارتی سربراہی :

ہندوستان کے پنڈت ہمارے پڑوسی ہیں مگر چھوت چھات کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم پڑوسیوں کو یہ معلوم نہیں کہ دیوتاؤں کے نام پر جو جانور چھوڑے جاتے ہیں ، کیا ان کا کوئی ضابطہ ہے یا ایک آزاد عمل ہوتا ہے جس کا کوئی ضابطہ نہیں ہے اور بے ضابطگی ہی اس کا ضابطہ ہے ! مگر عربوں کے یہاں یہ عمل بے ضابطہ نہیں ہوتا تھا ان کے یہاں "تسیب سوائب" مویشی کو چھوڑنے اور پُن کر دینے کی بہت سی قسمیں تھیں اور ہر ایک قسم کے بہت سے ضابطے مقرر تھے اور صرف دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے یہ عمل نہیں ہوتا تھا بلکہ ایسی صورت بھی ہوتی تھی جس کو بچہ کشی کا سرٹیفکیٹ کہا جا سکتا ہے مثلاً اونٹنی کے سات بچے ہو گئے تو وہ آزاد کر دی جاتی تھی بعض صورتوں میں اس سے کم تعداد پر بھی یہ آزادی ضروری ہو جاتی تھی مثلاً کسی اونٹنی کے مادہ بچے متواتر تین نمبروں تک ہوتے رہے وغیرہ وغیرہ[۱] پھر کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ذبح کی ممانعت ہوتی تھی کسی کے گوشت پر یہ پابندی ہوتی تھی کہ مرد کھا سکتے تھے عورتیں نہیں کھا سکتی تھیں وغیرہ وغیرہ ! !

غرض ان تمام صورتوں کے لیے قوائد و ضوابط تھے اور ان کے موجد بنو خزاعہ تھے اور جب قریش ان کے جانشین ہوئے تو یہ بھی ان ہی ضابطوں کے پابند اور ان رسومات پر عمل پیرا ہو گئے ! تسیب سوائب سے کہیں زیادہ مکمل ان کا ضابطہ بت پرستی تھا ! !

---

[۱] کسی قدر تفصیل عہدِ زریں میں کی گئی ہے ص ۳۱۹ (حاشیہ)

نظامِ بت پرستی :

پورے عرب کو چند منطقوں پر تقسیم کیا گیا تھا ہر ایک منطقہ کا بت الگ ہوتا تھا اس کا مندر الگ ہوتا تھا جس کے ساتھ اس کے تمام لوازمات ہوتے تھے مثلاً بنو ثقیف نے ''لات'' کو اپنا دیوتا بنا رکھا تھا طائف میں اس نام کا بت تھا ! باشندگانِ یثرب (قبائل اوس اور خزرج) اور جو اِن کے ہم مشرب و پیرو تھے ان کا مخصوص دیوتا ''منات'' تھا جو ساحل سمندر پر مُشلّل کے ایک جانب قُدید میں تھا جو ایک مقام کا نام تھا [1]

قبیلہ دوس ، قبیلہ خثعم ، قبیلہ بُجیلہ اور جو اس منطقہ میں تھے ان کا دیوتا ذوالخَلصہ تھا جس کا بیت (مندر) تبالہ میں تھا اس کو '' الکعبۃ الیمانیۃ '' بھی کہا جاتا تھا [2]

آجاء وسلمیٰ یعنی جبالِ طے کے باشندوں کا دیوتا قلس تھا حمیرا اور اہلِ یمن نے زُبرمام کو اپنا دیوتا مان رکھا تھا جس کے نام کا بیت (مندر) یمن کے شہر صنعاء میں تھا !

بنی ربیعہ اور بنی کعب کا دیوتا الگ تھا اس کا نام ''رضا'' تھا بنو بکر، بنو ثعلب ، بنو وائل اور ایاد کا دیوتا ''ذو الکعبات'' تھا سنداد میں اس کا بیت تھا !

قریش اور بنی کنانہ کا مخصوص دیوتا ''عزی '' تھا جس کا بیت نخلہ میں تھا (مقام کا نام) [3]

عجیب بات یہ ہوئی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جو دیوتا بنا رکھے تھے جب عرب میں بت پرستی کا رواج ہوا تو احیائی ذہنیت نے ان فراموش شدہ دیوتاؤں کو پھر یاد دلا دیا، پھر کسی طرح وہ مورتیاں بھی برآمد کر لی گئیں تو مختلف قبائل ان دیوتاؤں کے بھگت (پوجاری) ہوگئے ،سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی تفصیل یہ بیان کی ہے [4]

وُد : بمقام دُومۃ الجندل قبیلہ کلب اس کا بھگت تھا [5]

---

[1] بخاری شریف ص ۳۲۲ [2] بخاری شریف ص ۵۳۹ [3] سیرۃ ابن ہشام ص ۵۴ تا ۵۶، عہدِ زریں ص ۲۸۵
[4] بخاری شریف ص ۷۳۲ [5] شام کا ایک شہر جو عراق سے متصل تھا (فتح الباری ج ۸ ص ۵۴۲)

سُواع : بمقام رَباط ١ ساحلِ سمندر کے قریب قبیلہ ھذیل اس کا بھگت تھا !
یغُوث : بمقام جُرف (یمن) پہلے قبیلہ مراد اِس کی خدمت کیا کرتا تھا پھر بنو غطیف اس کے خادم اور بھگت بن گئے !

یعُوق : اہلِ ہمدان اس کے پوجاری تھے !

نسر : ذی الکلاع (جو علاقہ حمیر) کا مشہور خاندان تھا اس کا بھگت تھا !

یہ تمام صنم اور ان کے مندر اگرچہ علاقائی حیثیت رکھتے تھے مگر طواف نذرانہ اور قربانی وغیرہ کی رسومات جو کعبہ میں انجام دی جاتی تھیں وہ یہاں بھی پوری کی جاتی تھیں اور خانہ کعبہ کے خدام کے جو منصب تھے کلید برداری، دربانی اور ایسار وغیرہ یہ تمام منصب ان علاقائی کعبوں کے خدام کے بھی ہوا کرتے تھے اس طرح پورے عرب میں مندروں یا چھوٹے بڑے کعبوں کا ایک جال پھیلا ہوا تھا ! !

خدام اور پوجاریوں کے سینکڑوں خاندان اس نظام سے وابستہ تھے اس پورے نظام کا مرکز کعبہ تھا ٢ اسی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ''بیت اللہ'' سمجھا جاتا تھا اور اسی کے گرد طواف کر کے حج کا مقدس فرض انجام دیا جاتا تھا ! پس جو یہاں کے خادم تھے وہ پورے عرب کے مخدوم تھے اور جبکہ یعمر بن عوف کا فیصلہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ وراثتِ ابراہیم اور تولیتِ کعبہ کا حق قریش کو ہے تو قریش پورے عرب کے مخدوم اور مذہبی مقتداء تھے ! !

تنظیم سے پہلے :

بت پرستی کا آغاز اگرچہ بنو خزاعہ کے دور میں ہوا جس کو قریش نے منظم کیا مگر اس کے جراثیم ذہنوں میں پہلے سے سرایت کر چکے تھے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جب عرب کے مختلف علاقوں میں منتقل ہوئی تو مکہ سے ہجرت کرنے والا خاندان حرم کعبہ کا ایک پتھر اپنے ساتھ لے جاتا تھا جس کو وہ ''تبرک'' سمجھتا تھا ! یہ خاندان جہاں سکونت اختیار کرتا اس تبرک کو وہاں کسی مناسب جگہ پر نصب کر دیتا تھا اور اس کی زیارت کر کے اپنے وطن اور اپنے

١ رباط : بفتح راء۔ ساحل سمندر کے قریب صوبہ حجاز کا ایک شہر (فتح الباری) ٢ سیرۃ ابن ہشام ج١ ص٥٤

آبائی معبد کی یاد تازہ کیا کرتا تھا، چند پشتوں کے بعد اس متبرک یادگار نے اصل کی حیثیت اختیار کر لی ! یہ خود ایک چھوٹا کعبہ بن گیا اور کعبہ کی طرح اس کا بھی طواف کیا جانے لگا[1] اور جب خزاعہ نے بت پرستی اختیار کی تو اس متبرک یادگار نے بھی معبودیت کا درجہ حاصل کر لیا اور اس کی پوجا ہونے لگی پھر رفتہ رفتہ حالت یہ ہوگئی کہ سنگِ حرم کی بھی قید نہیں رہی بلکہ جو اچھا پتھر مل جاتا تھا پہلے پتھر کو الگ کر کے اس اچھے پتھر کی پوجا شروع کر دی جاتی تھی اور کسی جگہ پتھر نہ ملتا تو ریت اکٹھا کر کے ڈھیری بنا دی جاتی تھی پھر بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ اس چھوٹے سے تودۂ خاک پر دوھا جاتا، یہ ''شیر نوش'' تودۂ خاک ہی معبود بن جاتا[2] جس کے چرنوں میں ناک رگڑی جاتی ماتھا ٹیکا جاتا تھا (معاذ اللہ) یہ پرستش خواہ کتنی ہی مضحکہ انگیز تھی مگر اس سلسلہ میں بھی مرکزیت بیت اللہ اور خدامِ بیت اللہ یعنی قریش ہی کو حاصل تھی ! !

سیاسی قیادت :

بت پرستی کے اس نظام نے قریش کو پورے عرب کا مذہبی پیشوا ضرور بنا دیا تھا مگر قریش کی عظمت صرف اس نظام پر موقوف نہیں تھی بلکہ اس زمانہ کے بین الاقوامی سیاسی گٹھ جوڑ نے بھی قریش کو ایسی حیثیت دے دی تھی کہ پورے عرب کا اس سے متاثر ہونا ضروری تھا، روم (بازنطینی) ایران اور حبش تینوں سلطنتوں کے بیچ میں عرب حد فاصل تھا، تینوں سلطنتیں عرب پر نظر رکھتی تھیں، قریش اس حیثیت کو پہچانتے تھے اور اس سے کام لینا بھی جانتے تھے۔ قصی نے بنوخزاعہ کا مقابلہ کیا اور ان کو مکہ سے نکالا تو نہ صرف یہ کہ شہنشاہِ روم (بازنطینی شہنشاہ) کی حمایت اس کو حاصل تھی بلکہ ابن قُتیبہ کی شہادت یہ ہے کہ اَعَانَهٗ قَيْصَرُ عَلَيْهَا[3] (قیصر روم[4] نے اس کو کمک بھی پہنچائی تھی) قصی کے پوتوں نے ان تعلقات کو وسیع کیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ ایران، روم، حبش اور ملوک یمن آپس میں ایک دوسرے کے حریف تھے مگر آلِ عبد مناف (قصی کے پوتوں) نے سب سے قریش کے لیے یکساں حقوق اور رعایتیں حاصل کر لیں چنانچہ مُطَّلِب نے شاہِ حبش (نجاشی) اور اس کے حریف شاہانِ یمن (ملوک حمیر) سے،

[1] سیرۃ ابن ہشام ص ۵۱ [2] بخاری شریف ص ۶۲۸ [3] معارف ابن قُتیبہ ص ۲۱۵ ملوك الشام
[4] بازنطینی شہنشاہ کو عرب ''قیصر'' کہا کرتے اور ایران کے شہنشاہ کو ''کسریٰ'' اور شاہِ حبش کو ''نجاشی'' کہا کرتے تھے

نوفل نے شہنشاہِ ایران (کسریٰ) سے، اور ہاشم نے بازنطینی شہنشاہ ''ہرقل'' سے قریش کے لیے آزاد تجارت کے فرامین حاصل کر لیے ! ؎۱

ابن سعد کا بیان ہے :

''ہاشم ایک شریف آدمی تھا، یہی ہاشم ہے جس نے قیصر (شہنشاہِ روم) سے یہ حلف لیا تھا (فرمان حاصل کر لیا تھا) کہ اس کے حدودِ مملکت میں قریش کو آزادی ہوگی ! ان کے جان و مال کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا ! قیصر روم نے فرمان اپنی مملکت کے لیے دیا اور اپنے دوست ملک (حبش) کے بادشاہ نجاشی کو بھی لکھ دیا کہ وہ اپنے ملک میں قریش کو آمد و رفت اور کاروبار کی اجازت دیں'' ! ؎۲

ہاشم نے فرامین سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قریش کی تجارت کو منظم کیا، تجارتی قافلوں کا ایسا پروگرام بنایا کہ وہ سال بھر رواں دواں رہتے اور جہاں جاتے موسم کی خوشگواری ان کا استقبال کرتی، سردیوں میں یمن کی طرف جاتے اور حبشہ تک تجارتی قافلے پہنچتے اور گرمیوں میں شام کی طرف غزہ تک اور کبھی انقرہ تک تجارتی قافلے پہنچتے تھے، بسا اوقات ہاشم خود اِن کی قیادت کرتا تھا ! ؎۳

دیگر قبائل کے لیے مراعات :

ان طویل راستوں میں جو قبائل پڑتے تھے ان کے لیے مراعات یہ تھی کہ قریشی قافلے ان کا سامان بھی لے جاتے، مزید احسان یہ کرتے کہ سامان لے جانے لانے کا محصول تو درکنار بار برداری کا خرچ بھی نہ لیتے تھے ؎۴ مکہ مکرمہ پورے عرب کا مرکزی شہر (اُم القریٰ) تھا، سیاسی قیادت کے لیے یہی کافی تھا کہ قریش اُم القریٰ پر قابض اور اس کے مالک تھے، مزید برآں آلِ مناف نے پڑوسی ممالک سے یہ رعایتیں حاصل کر کے قریش کے آسمانِ قیادت کو ماہ و پروین اور کہکشاں سے آراستہ کر دیا، اب پورا عرب قریش کا کلمہ گو اور اس کے احسانات کا ممنون تھا ! !

؎۱ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۳ ؎۲ ابن سعد ص ۴۵ ؎۳ ابن سعد ج ۱ ص ۴۳ و ص ۴۵ ؎۴ ابن سعد ج ۱ ص ۴۵ قرآن حکیم نے اس سلسلہ کو ''ایلاف'' سے تعبیر کیا ہے (یعنی مانوس کرنا) تشریح آگے آئے گی ان شاء اللہ

عرب کا تجارتی نظام اور قریش کی سربراہی :

بت پرستی کے منطقوں کی طرح عرب کے ایسے علاقے بھی ہو گئے تھے جن کو تجارتی منطقہ کہا جاسکتا تھا، قصبوں اور شہروں میں چھوٹے بڑے بازار بھی تھے، ہفتہ وار بازار بھی جگہ جگہ لگا کرتے تھے لیکن ہر ایک منطقہ کے مرکزی مقام پر ایک میلہ سالانہ ہوتا تھا جس میں نہ صرف عرب بلکہ قریب کے (غیر عرب) علاقوں کے تاجر بھی مال لاتے، دکانیں لگاتے اور نفع کماتے تھے ! یہ میلے سال کے بارہ مہینوں میں دائر سائر رہتے، مورخین نے ان میلوں کی تفصیل و ترتیب یہ بیان کی ہے :

(۱) دومة الجندل میں جو شام و حجاز کے مابین ہے یکم ربیع الاوّل کو میلہ لگتا جو پورے مہینہ رہتا !

(۲) یہاں سے لوگ چل کر بحرین میں مُشَقَّر آتے، یہاں یکم سے آخر جمادی الاخریٰ تک میلہ لگتا اور دومة الجندل کی طرح یہاں بھی مقامی حکمراں کو عشر (دس فیصدی) (چنگی یا کسٹم) دیا جاتا ! ایران تک کے تاجر سامان لے کر یہاں آتے !

(۳) یکم رجب کو مُشَقَّر سے بازار اُجڑتا تو صحار کے لیے روانگی ہوتی جو عمان کا پر رونق شہر تھا، تقریباً بیس دن راستہ میں صرف ہوتے، یہاں پانچ دن کا میلہ ہوتا اور بادشاہ جُلندی کو عشر دیا جاتا تھا !

(۴) رجب کے آخر میں دبا کا میلہ شروع ہوتا، یہ عرب کی دو بڑی بندرگاہوں میں سے ایک تھا، یہاں سندھ، ہند، چین اور مشرق و مغرب کے لوگ آتے اور خشکی اور سمندر کے راستوں سے سامان لاتے، یہاں کا عشر بھی بادشاہ جُلندی کو ملتا !

(۵) اس کے بعد مہرہ کے شہر شجر میں وسط شعبان سے میلہ لگتا جہاں بری اور بحری تاجر دبا سے چل کر آتے، یہ کھالوں اور کپڑوں کی خاص منڈی تھی، مقامی پیداوار کی جنس ایلوا، لوبان وغیرہ بھی یہاں سے خریدی جاتیں !

(۶) پھر یکم رمضان سے عدن میں میلہ لگتا، عدن میں جو عطر بنتا تھا اس کی دور دور تک شہرت تھی، بحری راستہ سے آنے والے سندھ اور ہند تک اور خشکی کے راستہ سے آنے والے ایران اور روم تک یہاں کا عطر لے جاتے تھے، یہاں کا عشر ایران کے نو آباد کار افسر لیتے تھے !

(۷) عدن کے بعد صنعاء (یمن) کا میلہ لگتا جو وسط رمضان سے آخر رمضان تک رہتا ! یہاں روئی، زعفران، مختلف قسم کے رنگوں اور لوہے کی منڈیاں تھیں، یہاں کا عشر بھی شاہ ایران کا گورنر لیتا تھا !

(۸) و (۹) وسط ذی قعدہ سے آخر ماہ تک دو میلے لگتے !

(الف) رابیہ میں جو علاقہ ''حضر موت'' کا ایک شہر تھا

(ب) ''عکاظ'' میں جو مکہ اور عرفات کے درمیان تھا

(۱۰) عکاظ کے قریب ذی المجاز ہے، یہاں یکم ذی الحجہ سے میلہ لگتا جو دس ذی الحجہ تک رہتا !

(۱۱) زمانہ حج میں (۱۰/ ذی الحجہ سے ۱۵/ ذی الحجہ تک) منیٰ میں میلہ لگتا !

(۱۲) و (۱۳) منیٰ سے فارغ ہو کر لوگ خیبر یا یمامہ جاتے جہاں محرم کی دسویں سے میلے لگتے !

(۱۴) و (۱۵) اس کے بعد جنوبی فلسطین میں بصریٰ اور اَذرُعات کے میلے لگتے ! [۱]

ان تمام میلوں میں سب سے زیادہ اہمیت عکاظ اور ذو المجاز کے میلوں کو تھی کیونکہ

(الف) یہ میلے اشہر حرم میں لگتے تھے جو پورے عرب کے لیے امن اور پناہ کے مہینے تھے اس لیے سب طرف سے بڑی بڑی تعداد میں تاجر اور زائرین امن کی بانسری بجاتے ہوئے یہاں آتے، رسوماتِ حج ادا کرتے، مال خریدتے اور عیش و تفریح کی مجلسیں جماتے ! عجیب بات یہ ہے کہ اس میلہ میں عام نگرانی حفاظت اور جو ہنگامے ہو جاتے ان کے مقدمات کی سماعت اور ان کا فیصلہ کرنا ''قبیلہ تمیم'' کے متعلق ہوتا تھا جبکہ قبیلہ تمیم کا مسکن عرب کی انتہاءِ مشرق تھا اور مکہ و عکاظ انتہاءِ مغرب میں تھے ! مطلب یہ ہے کہ ان میلوں سے پورے عرب کا تعلق رہتا اور تعلق بھی عقید تمندانہ ہوتا تھا ! !

میدانِ تجارت میں قریش کی سربراہی :

(۱) عکاظ اور ذی المجاز کے مذکورہ بالا عظیم الشان میلوں کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ تھی کہ اس موقع پر بڑے بڑے اجتماعات بھی ہوا کرتے تھے جن میں پورے عرب کے اساتذہ شعر و سخن کرتے، ادبی مقابلے ہوتے، دھوم دھام سے مشاعرے ہوتے، مشہور مقررین کی تقریریں ہوتیں جن میں وہ اپنے

---

[۱] کتاب المحبر و اسواق العرب لمحمد بن حبیبؒ (مزروقی)

قبائل کے کارنامے بیان کرتے، مختصر یہ کہ مذہبی جشن (حج) کے ساتھ قومی جشن بھی منائے جاتے تھے، ان میلوں کے جملہ انتظامات قریش سے متعلق تھے یا قریش کے تعاون سے ہوتے تھے اس طرح میلوں کے سلسلہ میں بھی قریش کو سربراہی حاصل تھی !

(۲) قریش نے جب تجارت کو منظم کرتے ہوئے ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ﴾[۱] موسم گرما اور سرمائی قافلوں کا طریقہ ایجاد کیا اور اس طرح ان کا تجارتی سلسلہ عرب کے چپہ چپہ میں پھیل گیا تو انہوں نے ایک حفاظتی فوج بھی تیار کی جس میں حبشی غلام اور تنخواہ دار سپاہی ہوتے تھے اس کو قائمہ کہا جاتا تھا یہ فوج قریش کے قافلوں کی طرح حلیف قبائل کے قافلوں کی بھی حفاظت کرتی تھی ![۲]

(۳) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے عرب میں نہ کوئی سلطنت تھی، نہ حکومت، نہ فوج، نہ پولیس [۳] البتہ قبائلی معاہدات کا ایک سلسلہ تھا جو افراد کی جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہوتا تھا، قبائل کے معاہداتی گروپ تھے جو فرد کسی گروپ سے تعلق رکھتا تھا تو پورا گروپ اس کی حفاظت کا ذمہ دار تھا، اس ذمہ داری کا نام خُفَارت تھا [۴] راہرو کو اِس کی سند دے دی جاتی تھی تو وہ اس گروپ کی حدود تک محفوظ رہتا تھا اس سند کو بھی خفارت ہی کہا جاتا تھا (یعنی پروانہ راہداری یا ویزا) کبھی خفارت پر معاوضہ بھی لیا جاتا تھا اس کو خُفارت (بضم خا) کہا جاتا تھا ![۵]

قریش کے تعلقات کا دائرہ پورے عرب کو گھیرے ہوئے تھا تو اس کا ''پروانہ راہ داری'' خفارہ بھی پورے عرب کے لیے کافی ہوتا تھا !

(۴) تنظیم تجارت اور تجارتی قافلوں کے ذریعہ جب دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات قائم ہوئے تو پہلے تو یہ ہوا کہ تجارتی قافلے واپسی کے وقت شام اور یمن وغیرہ سے غلہ بھر کر لاتے تھے تو مکہ اور اطرافِ مکہ جہاں کاشت کا نام ونشان نہیں تھا وہاں غلہ کی فراوانی ہوگئی پھر اِن ممالک کے باشندوں نے

---

[۱] سورۃ القریش : ۲ [۲] المحبّر لمحمد بن حبیبؒ [۳] زیرعنوان معاہداتی حکومت [۴] ذمہ داری کی خلاف ورزی کو اخفاء کہتے تھے کما قال رسول اللہ ﷺ فانه من صلى الغداة فى ذمة الله فلا يخفرن الله فى ذمته (مجمع البحار) [۵] قاموس اللغات

خود بھی غلہ کی روانگی (سپلائی) شروع کردی، خشکی کے راستوں سے بھی غلہ آتا اور بحری راستہ سے بھی جدہ کی بندرگارہ پر غلہ اُتارا جاتا تھا ! ۱؎

یہ تھے وہ اسباب جن کی بنا پر قریش کو مذہبی عظمت اور سیاسی قیادت کی طرح اقتصادی برتری اور تجارتی سربراہی بھی حاصل ہوگئی۔

(ماخوذاز سیرتِ مبارکہ "محمد رسول اللہ" ﷺ ص۱۴۲ تا ۱۵۱ ناشر کتابستان دہلی)

اہم اعلان

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت و خدمات پر انوار مدینہ کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں معاصرین، تلامذہ، متعلقین و محبین حضرات کے تاثرات بھی شامل ہوں گے ! جو حضرات اپنے مضامین و مقالات، تاثرات، تعزیتی پیغامات یا منظوم کلام ارسال فرمانا چاہیں، جلد از جلد درج ذیل پتے، ای میل یا واٹس ایپ نمبر پر ارسال فرما دیں علاوہ ازیں اگر کسی کے پاس شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب یا تحریر موجود ہو تو اسے بھی ارسال فرما دیں ! جو حضرات اپنے تاثرات زبانی بتانا چاہیں، وہ اپنے نام، پتے اور مکمل تعارف کے ساتھ درج ذیل نمبر پر صوتی پیغام (وائس میسج) بھی ارسال فرما سکتے ہیں اگر مضمون، مقالہ، مکتوب یا تاثرات کمپوز شدہ ہوں تو ان کی کمپیوٹر فائل بھی ای میل یا واٹس ایپ فرمادیں تو نوازش اور ادارے کے ساتھ دوہرا تعاون ہوگا

رابطہ : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

۱؎ ابنِ قتیبہؒ کے استاذ محمد بن حبیبؒ المتوفی (۲۴۵ھ/۸۵۹ء) اپنی کتاب " المُحبّر " میں اس کی تفصیل دی ہے (ص۲۶۳ و ۲۶۴)

مقالاتِ حامدیہ

چند عملیات اور وظائف جو ہر آدمی کو کرتے رہنا چاہیے

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ
عنوانات و تزئین ، حاشیہ و نظر ثانی بتغیرِ یسیر : حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

یہ زمانہ پُر آشوب اور پُرفتن ہے اسی لحاظ سے مجھے خیال آیا کہ چند ایک باتیں جو اس دور کے لحاظ سے خاص طور پر ضروری ہیں عرض کروں اور اس اعتبار سے کہ یہ مجلس قرآنِ پاک کی درس گاہ کی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ پاک ہی کے متعلق یہ اُمور ذکر کیے جائیں لہٰذا چند ایک آیتوں اور سورتوں کی فضیلت تحریر کررہا ہوں

(۱) یہ زمانہ عقائد واعمال میں بے راہ روی کا ہے اس زمانہ میں انسان فتنوں سے بچا رہے اس کے عقائد صحیح رہیں یہ ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی دولت ہے اس کے لیے روزانہ صبح کو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں پڑھتے رہنی چاہئیں ! !

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسا شخص دجال کے فتنہ اور شر سے محفوظ رہے گا، اس سے یہ بات واضح طرح سمجھ میں آرہی ہے کہ وہ آج کے دور کے چھوٹے چھوٹے دجالوں کے شر سے تو ان شاء اللہ ضرور ہی بچا رہے گا ! دسویں آیت کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت اس کے شاملِ حال رہے گی ! !

(۲) ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی نعمت کیا ہوگی کہ وہ قبر میں عذاب سے بچا رہے، عذابِ قبر سے بچانے کے لیے حدیثِ پاک میں روزانہ رات کو دو سورتوں کا پڑھنا آیا ہے الٓمٓ تنزیل السجدة اور سورۂ مُلک یہ دونوں یا دونوں میں سے ایک سورت پڑھتے رہنے سے ان شاء اللہ مسلمان عذابِ قبر سے بچا رہے گا۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پڑھا کرتے تھے ! اس سے یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو برے کاموں سے بچائے رکھیں گے اور اسے توبہ کی توفیق ہوتی رہے گی واللہ اعلم !

(۳) ہم جس ایٹمی دور سے گزر رہے ہیں اس میں اگر عالمی جنگ چھڑ جائے تو زندہ بچ جانے والوں کو خوراک بھی نصیب نہ ہوگی، کھیتیاں تابکار ذرّات کے اثر سے زہر آلود ہو جائیں گی، کوئی حکومت کوئی عالمی تنظیم سنبھالا نہ دے سکے گی ! ایسی حالت میں صرف خداوندِ قادر ہی رزق پہنچا سکے گا اس لیے رات کو سورۂ واقعہ پڑھتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا [۱] کبھی اسے فاقہ نہ آئے گا ! یہ جملے حدیثِ پاک میں آئے ہیں، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سورۂ واقعہ پڑھنے والا ایسی بیماری سے بھی بچا رہے گا جس میں وہ کھانے سے معذور ہو جائے اور اتنی بے روزگاری سے بھی کہ فاقہ کی نوبت آئے ! ! یہ تینوں عمل نہایت سہل اور کثیر المنفعت ہیں !

آخر میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمودہ ایک عمل اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہْ ۳۳ بار اَلْحَمْدُلِلّٰہْ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۳۳ یا ۳۴ بار پڑھ کر سو یا کیجیے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت فاطمہؓ نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائش کی تھی کہ ایک خادم دے دیا جائے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس تشریف لے جا کر انہیں اور سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو یہ کلمات پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ [۲] یہ پڑھتے رہنا تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے ! حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی ناغہ ہی نہیں کیا !

ارشادِ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انہیں پڑھنے والا ہمیشہ اپنا کام خود کرتے رہنے کے قابل رہے گا کیونکہ خادم سے بہتری تو اسی میں ہے کہ وہ خادم کا محتاج ہی نہ ہو، اپنا کام خود انجام دے سکے، تاحیات ہاتھ پاؤں چلتے رہیں اور قوت بحال رہے کیونکہ یہ کلمات آپ نے تلقین ہی اس طرح فرمائے ہیں کہ خادم مت لو یہ لے لو، ان کی برکت سے بغیر خادم کے خادم کا کام انجام پاتا رہے گا، واللہ اعلم !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا اور فضل سے دنیا اور آخرت میں نوازتا رہے، آمین !

حامد میاں غفرلہٗ

۲۸ر رجب ۱۴۰۳ھ/۱۲ر مئی ۱۹۸۳ء

---

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۸۱ [۲] ایضاً رقم الحدیث ۲۳۸۷

خطباتِ سید محمود میاںؒ

(۵)

محمود الملۃ والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیشِ نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

اسلام میں غلام اور باندیوں کے حقوق (حصہ دوم)

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۲۱ فروری ۲۰۱۴ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

انسان کو انسان سمجھنا اور انسان کو انسان کا درجہ دینا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ شعور لوگوں میں پیدا کیا اور عمل کر کے دکھایا ! ان میں ایک چیز جو ہم نے پچھلے جمعہ بیان کی تھی وہ غلاموں اور باندیوں کا نظام تھا جو صدیوں پہلے سے چلا آرہا ہے، کافروں نے اس کو شروع کیا کافروں میں رہا وہ غلاموں اور باندیوں کے ساتھ بے انتہا ظلم کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے آکر لوگوں کو سمجھایا کہ یہ بھی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں ان کے بھی تمہارے ہی جیسے جذبات ہیں ان کی بھی ویسی ہی ضرورتیں ہیں ان کا بھی ویسا ہی خیال رکھو ! اس میں یہ ایک حدیث آتی ہے اور اس کے علاوہ دسیوں بلکہ سینکڑوں احادیث ملیں گی جو غلاموں اور باندیوں کو حقوق دلانے کے لیے ہیں اس میں ایک یہ بتایا کہ چند لوگ ایسے ہیں جنہیں دُگنا ثواب ملتا ہے ان میں ایک آدمی وہ ہے

وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَأُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَأْدِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا

جس کے پاس باندی ہو اور اس نے اپنی باندی کو اعلیٰ تعلیم دی اور ادب سکھائے ہنر سکھائے گھر کا نظام چلانا سکھایا اور پھر بہت اعلیٰ نظام سکھایا معمولی بھی نہیں پھر فرمایا کہ اس کے بعد جب یہ سب کچھ سکھا دے اس پر اتنے پیسے خرچ کردے، لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے اب تک اس پر، تو پھر اس کو وہ آزاد کردے !

اقتصادی ماہرین کی نگاہ اور اسلام :

یہ اصول نبی علیہ السلام نے دنیا اور دنیا داروں کی روایات سے ہٹ کر بتایا اس لیے کہ آپ نبی تھے جیسے آپ کی نگاہ دنیا پر تھی ایسے ہی آخرت پر بھی تھی اور دنیا کے سیاستدان دنیا کے اقتصادی ماہرین کی نگاہ صرف دنیا پر ہوتی ہے آخرت پر نہیں ہوتی، دنیا سے شروع ہوتی ہے اور دنیا پر ہی ختم ہوجاتی ہے ! اسلام میں دنیا سے شروع ہو کر آخرت کی طرف جاتی ہے، آخرت اور دنیا دونوں ساتھ چلتے ہیں ! تو دنیاوی نقطہ نظر سے یہ چیز سمجھ میں نہیں آتی کہ جب اتنا سارا پیسہ خرچ کردیا تو ہر بڑے سے بڑا دانا سمجھدار یہی کہے گا کہ جب اتنا پیسہ خرچ کیا سکھایا لکھایا پڑھایا اب اس کو آزاد کرنا یہ تو سمجھ سے باہر ہے، آزاد کرنا تھا تو پہلے کرتے اب آزاد کرنے کا کیا مقصد ہے ؟

لیکن نبی علیہ السلام کی نگاہ پہنچ گئی دور تک، فرمایا نہیں آزاد کردو ! کیونکہ معاشرے میں آزاد آدمی اپنی صلاحیتوں کو جس طرح کارآمد بنا سکتا ہے غلام آدمی نہیں کرسکتا، وہ پھر پابند رہتا ہے اپنے آقا کے کاموں کا، مالک کی ہدایت کا، اس نے جو کہا کہ اس طرح نظام بناؤ، دن کے اوقات دن کا ٹائم ٹیبل جدول المواقیت اس طرح ہونا چاہیے، جب وہ (باندی) آزاد ہوجائے گی یا (غلام) آزاد ہوجائے گا تو اب اس کی اپنی صلاحیت اس کے اپنے ہاتھ میں آگئی، اب وہ اس کو جیسے استعمال کرے گا تو اس کا فائدہ ملک کو ہوگا شہر کو ہوگا باہر تو نہیں گیا، تو اس کی صلاحیتیں جس میدان میں بھی ہوں گی وہ اب زیادہ بہتر انداز میں ان کو کام میں لاسکے گا، غلامی کی شکل میں نہیں لاسکے گا !

تو اس لیے فرمایا دنیاوی نقطہ نظر سے جب اس طرف نگاہ جائے گی تو پھر دنیاوی ماہر بھی اس کو ماننے پر مجبور ہوں گے کہ دنیاوی اعتبار سے بھی یہ بات درست ہے، تو اسے آزاد کردو اب وہ کیا بن گئی ؟ معاشرے کی ایک آزاد فرد بن گئی جیسے اور عورتیں تھیں چاہے وہ خالہ جان کی شکل میں محلے میں اس کی تھی

کسی کو وہ خالہ کہتی تھی، کسی کو نانی، کسی کو پھوپھو، کسی کو بہن، کسی کو کچھ اور وہ سب اس کو پیار سے کچھ کہتے بھی ہوں گے لیکن باندی ہی سمجھتے ہوں گے اب وہ اس کو اپنی ہی طرح کا آزاد فرد سمجھیں گے ! اب یہ ان کو اور طرح خالہ کہے گی، پہلے اور طرح خالہ کہتی تھی، اب اور طرح بہن کہے گی پہلے اور طرح بہن کہتی تھی ! تو بڑا فرق آگیا زمین وآسمان کا ! !

پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر ہی قناعت نہیں فرمائی بلکہ اور آگے اور آگے اس کو اٹھایا کہ نہیں ابھی اسے اور اونچا کرو فرمایا کہ اس کو آزاد کردے فرمایا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ [1] پھر اس سے شادی بھی کرلے تو اس کے لیے ڈبل اجر ہے ! اگر اس سے شادی بھی کرنی ہے تو کرسکتا ہے ! !

باندی اور بیوی کے حقوق :

اب جب اس نے شادی کرلی گھر کے مالک سے تو اب مہارانی بن گئی، آئی نوکرانی بن کر تھی اب مہارانی بن گئی اس کی ،فرمایا جس نے اسے معاشرے اس کو اتنا اونچا کیا اتنا اونچا کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ اجر اور ثواب دیں گے ! شادی ہی کرلی ، شادی کرنا تو بہت بڑی بات ہے اس خاندان کا فرد بن گئی ! وہ اس خاندان اس کنبے کا ایک فرد بن گئی، اب اس کی عزت ان کی عزت ہے اس کی آبرو خاندان کی آبرو بن گئی ، بالکل ایک ہوگئی ، جو اس کو میلی نظر سے دیکھے گا پورے خاندان کو دیکھے گا، اگر باندی کو دیکھتا میلی نظر سے تو کچھ بھی نہ ہوتا خاندان کے ساتھ، خاندان سے باہر کی ایک ملازمہ ہے ملازمہ سے بھی گئی گزری ہے، ملازمہ کی بھی حیثیت ہے وہ جب چاہے چھوڑ کے چلی جاتی ہے، کہتی ہے میں آج سے آپ کا کام نہیں کروں گی فارغ ہوں، اس مہینے سے فارغ ہوں میں نہیں کروں گی یا میں کل سے نہیں آؤں گی، اسے کوئی نہیں روک سکتا، معلوم ہوا اس کا بھی درجہ تھا، باندی تو اس سے بھی گئی گزری تھی، غلام اس سے بھی گیا گزرا تھا ! تو فرمایا اس سے شادی کرلو اب وہ مہارانی بن گئی ! اگر اس سے پہلے بیوی تھی تو یہ اب اس کے برابر کی ہوگئی پہلے اس کی نوکرانی تھی اب اس کے ساتھ کی ہوگئی اتنا اٹھایا گیا اس کو، اب رات برابر تقسیم ہوگی اب اس گھر میں رہتا ہے تو ایک رات اس کے پاس رہے گا،

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم رقم الحدیث ۹۷

باندی تھی تو کوئی باری مقرر نہیں تھی جہاں چاہے سوئے جہاں وہ جگہ دے دے سرونٹ کوارٹر میں دے دیں باہر کونے میں دے دیں، گرمی ہے تو صحن میں کہیں یا چھت پر، کہیں کہ یہاں سو جاؤ تو بس سوئے گی خاموش ہو جاتی ہے، شادی جب ہوگئی اب اگر اس سے کہے گا کہ آج رات میں پھر اسی کے پاس سوؤں گا تو یہ کھڑی ہو جائے گی کیسے سو سکتے ہو ؟ میں اجازت دوں گی تو سو سکتے ہو ورنہ نہیں سو سکتے، مجبور ہے جیسے وہ پہلی بیوی ہے، ویسے ہی یہ دوسری بن گئی ، اگر پہلی بیوی سے کہے گا کہ میں آج دوسری رات بھی اسی کے پاس رہوں گا تو وہ لڑے گی ، اس سے کہے گا تو یہ بھی لڑے گی تو دونوں برابر ہوئیں ! !

تو آپ نے دیکھا کہ اسلام نے باندی کو برابر کی قوت اور برابر کے حقوق دے دیے جیسا اس کو پہنانا ہے ویسا ہی اسے بھی پہنانا ہے، جیسا اس کو کھلانا ہے ویسے ہی اس کو کھلانا ہے، اگر ہفتے کی باری مقرر کرلے تو ہفتے کی کرلے ، ایک ہفتہ اس کے پاس اور ایک ہفتہ اُس کے پاس، ایک مہینہ اس کے پاس اور ایک مہینہ اُس کے پاس، جیسے اس کو آسانی ہو ویسے کرلے لیکن باری بنانی پڑے گی، چاہے روز کی بنائے، چاہے ہفتہ وار بنائے، چاہے ماہانہ وار بنائے، چاہے دس دن کی بنائے لیکن وہ بنانی پڑے گی ! ہاں اس نے اگر اجازت دی تو پھر اس کی باری میں دوسری کو وقت دے سکتا ہے ورنہ نہیں دے سکتا ! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے اتنا بلند کیا معاشرے میں ! اور یہ ہِدَایَہ لے میں صرف بتانے کی چیزیں نہیں ہیں بلکہ سب سے پہلے اس پر آپ علیہ السلام نے خود کئی دفعہ عمل کرکے دکھایا وہ مثالیں بھی الگ ہیں جو بتائیں گے آپ کو، ابھی موقع نہیں ہے ساری چیزیں بتائیں گے ان شاء اللہ ! !

تو عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے غلام اور باندی کے اُس ظالمانہ رواج کو ختم کیا تھا جو صدیوں سے چلا آرہا تھا، اسلام ہی کی برکت سے بالآخر یہ ختم ہوگیا دنیا سے، آج اگر کفار نے پھر کسی کو پکڑ کر غلام اور باندی بنالیا تو ہم بھی بنائیں گے اور ہمارے لیے بنانا جائز ہے ! !

روس کا ظالمانہ عمل :

جب روس آیا تھا افغانستان میں تو ان کے فوجی کسی بھی گاؤں میں ہیلی کاپٹر پر درندوں کی طرح

اترتے تھے اوران کے گاؤں کی عورتوں کو بہنوں کو بیٹیوں کو جو ہماری بھی عورتیں بہن بیٹیاں ہیں، مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ ہماری بھی ہیں، صرف ان کی نہیں ہیں ہم سب کی ہیں پورے عالم اسلام کی ہیں، عالم اسلام کی بیٹی اور بہو کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر اٹھا کر لے جاتے تھے اور پھر فضا میں ہیلی کاپٹر جب کچھ تھوڑا سا بلند ہوتا تو ان کے کپڑے پھینکتے تھے تاکہ گاؤں والے دیکھ لیں اور روئیں اور اس طرح ذلیل کرتے تھے، کپڑے وہیں ہیلی کاپٹر میں اتار کر ہیلی کاپٹر سے نیچے پھینکتے تھے شلوار بھی کرتا بھی دوپٹہ بھی سب کچھ پھینک کر لے جاتے تھے، جب یہ حرکتیں کیں تو جوابی کارروائی میں مسلمانوں کو یہ حق مل گیا کہ اب ان کی عورتوں کو لائیں اور باندی بنالیں کیونکہ وہ باندی بنا سکتا ہے ! !

اس لیے کہا گیا ہے کہ سیاسی اور فوجی قوت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیے تاکہ کفر کا دماغ درست رہے ورنہ تم اپنی آبرو اور اپنی عورتوں کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے ! !

مشرف صاحب کتنے بہادر ہیں ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں [1] پہلے دندنا رہے تھے، اپنے گھر میں تو چوہا بھی بہادر ہوتا ہے، جب صدارت اتر گئی تو اب بیچارہ اپنی اصل پر آ گیا اب راستہ بدل کے کبھی ادھر بھاگتا ہے کبھی ادھر بھاگتا ہے یہ مسلمانوں کے جنرل ذرا اندازہ لگائیں کہ اتنے بزدل ہوتے ہیں اور اسلامی ممالک کے حکمران صرف پاکستان کے نہیں عرب کا بھی یہی حال ہے، عرب ہو یا عجم ہو، بنگلہ دیش ہو جو بھی مسلم ملک ہے اِلا ماشاءاللہ سب کا یہی حال ہے ! !

بہرحال اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کیا لیکن کفار کو جب موقع ملتا ہے وہ یہ کرتے ہیں اس لیے قرآن پاک میں مسلمانوں کو کہا گیا ہے ﴿ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ ﴾ [2] تاکہ تم عزت سے رہو ورنہ یہ تمہیں عزت سے نہیں رہنے دیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو اور عالمِ اسلام کو سمجھ دے اور ایمانی غیرت دے اور اسلام کو غلبہ عطا فرمائے کفر کو مغلوب فرمائے، ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

[1] سابق صدر پاکستان، جنرل پرویز مشرف ، تاریخ وفات : ۵/فروری ۲۰۲۳ء [2] سورة الانفال : ۶۰

ماہِ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ذی الحجہ کی فضیلت :

ذی الحجہ کے مہینے کی احادیثِ مبارکہ میں بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، ذی الحجہ کا نام ذی الحجہ اس لیے رکھا گیا کہ اس میں حج ہوتا ہے تو ذی الحجہ کا معنٰی ہے حج والا مہینہ !

ماہِ ذی الحجہ میں تین اہم کام :

حج کے ساتھ اس میں دو کام مزید اور بھی ہوتے ہیں وہ بھی بڑی عظمت اور فضیلت والے ہیں اس مہینے میں یہ تینوں بڑے بڑے کام ہیں : (۱) حج (۲) قربانی (۳) عید

حج کی فضیلت :

حج بڑی عظیم عبادت ہے یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، سرکارِ دو عالم حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ [1]

''عمرہ کرنا پہلے عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مقبول حج کی جزا تو بس جنت ہی ہے''

یعنی جو حج کرے اور بارگاہِ خداوندی میں اس کا حج قبول ہو جائے اس کے لیے تو اللہ کے ہاں جنت طے ہے وہ جنت میں جائے گا ! !

مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ . [2]

---

[1] بخاری شریف ج۱ ص۲۳۸ ، مسلم شریف ج۱ ص۴۳۶ ، مشکوۃ شریف ص۲۲۱

[2] بخاری شریف ج۱ ص۲۰۶ ، مسلم شریف ج۱ ص۴۳۶ ، مشکوۃ شریف ص۲۲۱

''جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران نہ تو بیوی سے بے حجابی کی باتیں کیں نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسا کہ وہ اس دن گناہوں سے پاک وصاف تھا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا''

لیکن یہ اسی وقت ہے کہ جب حج اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو اور بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی ہو جائے ! اگر خدانخواستہ اپنی کوتاہیوں کی بنا پر حج قبول نہ ہوا تو پھر اس کی یہ جزا اور یہ برکت نہ ہوگی ! !

حج بہت بڑا عمل ہے اور اس پر اتنا بڑا اجر و ثواب ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے

''اللہ تعالیٰ حج کرنے والے حاجی کو قیامت کے دن یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے گھرانے کے چار سو افراد کی شفاعت کرے''[1]

چار سو افراد کی سفارش کرا کر اُن کو جنت میں ساتھ لے جائے یہ اللہ تعالیٰ اس کو حق دیں گے تو حج اتنی عظیم عبادت ہے ! !

ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر :

اور جب انسان حج کرنے جاتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کا بے انتہا اعزاز و اکرام فرماتے ہیں اور ایک ایک نیکی کا اجر و ثواب بے انتہا بڑھا دیتے ہیں چنانچہ بہت سی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کی جانے والی ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ملتا ہے[2] ایک نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز پڑھنے کا ثواب، ایک قرآن پڑھ لیں تو ایک لاکھ قرآن ختم کرنے کا ثواب، طواف کریں تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے[3] حرم میں بیٹھ کر آدمی کچھ بھی نہ کرے خالی بیٹھ کر بیت اللہ کو دیکھتا رہے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے حدیث میں آتا ہے

''ہر روز بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں ساٹھ بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور بیس اسے ملتی ہیں جو بیٹھا صرف بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے''[4]

---

[1] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶ [2] ایضاً ج ۲ ص ۱۰۷ [3] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳ [4] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳

اگر کسی کو حجر اسود کا بوسہ لینے کی توفیق ہو جائے تو یہ اس کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے حدیثِ پاک میں آتا ہے :

''قیامت کے دن حجرِ اسود اپنے بوسہ لینے والے کے ایمان کی گواہی دے گا'' [۱]

اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمزم کے پانی کا چشمہ جاری فرمایا ہے جس کا پینا بھی ثواب اور دیکھنا بھی ثواب حدیث پاک میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ [۲] ''زمزم جس نیت سے پیو اللہ وہ پوری فرما دیتے ہیں''

یہ سعادتیں انسان کو حج (یا عمرہ) پر جانے سے ملتی ہیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں حج کے لیے جانے کی توفیق نصیب فرمائے ! !

مدینہ طیبہ جانے پر حاجی کا اعزاز واکرام :

جب انسان حج کے لیے جاتا ہے تو حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ بھی جاتا ہے تو اس کا یہ اعزاز واکرام کیا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ [۳]

''جو شخص میری وفات کے بعد مجھ سے ملنے آیا وہ ایسے ہی ہے جیسے میری زندگی میں مجھ سے ملنے آیا''

حضور ﷺ کے روضہ کی زیارت سے آپ کی شفاعت واجب ہوتی ہے :

ایک حدیث میں نبی علیہ السلام فرماتے ہیں مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ [۴] ''جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی''

مدینہ طیبہ جانے والے کا ایک اکرام یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کا اجر وثواب بڑھا دیا جاتا ہے ! !

---

[۱] الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۲۴ [۲] ایضًا ج ۲ ص ۱۳۶ [۳] ایضًا ج ۲ ص ۱۴۷

[۴] رواہ البزار والدار قطنی قال النوویؒ وقال ابن حجرؒ فی شرح المناسك رواہ ابن خزیمۃؒ فی صحیحہ وصححہ جماعۃ کعبد الحق والتقی السبکی فضائل حج ص ۹۶

مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا ثواب :

حدیث شریف میں آتا ہے

''مسجد نبوی شریف کی ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے'' ۱؎

ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُـہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَـہٗ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ۃٌ مِّنَ الْـعَذَابِ وَبَرِئٌ مِّنَ النِّـفَاقِ ۲؎

''جو شخص میری مسجد میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھے گا کہ کوئی نماز بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے سے فوت نہیں ہوگی تو وہ آگ سے بری ہوگا، عذابِ الٰہی سے بری ہوگا اور منافقت سے بری ہوگا''

چالیس نمازیں آٹھ دن میں پوری ہوجاتی ہیں آٹھ دن مسلسل مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے پر یہ اجر و ثواب دیا جارہا ہے ! !

مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب :

مدینہ پاک میں مسجد قبا ہے جس کی بنیاد نبی علیہ السلام نے رکھی تھی اس مسجد کا قرآنِ کریم میں بھی ذکر آیا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : مَنْ تَطَھَّرَ فِیْ بَیْتِہٖ ثُمَّ اَتٰی مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰی فِیْہِ صَلٰوۃً کَانَ لَـہٗ کَاَجْرِ عُمْرَۃٍ ۳؎ ''جس نے گھر میں وضو کیا پھر اس نے مسجدِ قبا آکر (دو رکعت نفل) نماز پڑھی تو اُسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا''

کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حج کو جائیں اور بلا عذر مدینہ منورہ نہ جائیں تو حضور ﷺ ان سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

۱؎ ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلٰوۃ فی المسجد الجامع ص ۱۰۳ ، الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۱۴۰ ، مشکوۃ ص ۷۲

۲؎ الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۳۹ ۳؎ الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۴۲

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ [۱]

''جو شخص حج کو آیا اور مجھ سے ملنے نہ آیا اس نے مجھ سے زیادتی کی''

آپ کی بات بالکل بجا ہے اس لیے کہ آپ کے جوامت پر احسانات ہیں ان کا تقاضا تھا کہ آپ کی زیارت کو جاتا اور وہاں جا کر اعزاز و اکرام حاصل کرتا لیکن یہ شخص وسعت کے باوجود اور کسی عذر کے نہ ہونے کے باوجود زیارت کو نہیں جا رہا تو سراسر ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے ! !

بہرحال جو حج کو جاتا ہے اسے یہ یہ اجر و ثواب ملتا ہے اور ان ان اعزازات سے نوازا جاتا ہے لہٰذا انسان کو جس کے پاس وسائل ہوں اور وہ آرام سے آجا سکتا ہے اسے ضرور حج کرنا چاہیے ! جو لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج کو نہیں جاتے حضور ﷺ ان سے سخت ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا [۲]

''جس شخص کے لیے واقعی کوئی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے، پھر وہ شخص بغیر حج کیے مر جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے''

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہم سب کو حج کی سعادت نصیب فرمائے ! اللہ تعالیٰ ہمیں حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے، یہ دعا بھی کرنی چاہیے، حرمین شریفین ہمارے ایمان و یقین کے مراکز ہیں وہاں پر جانا بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرنی چاہیے ! !

قربانی کی فضیلت :

دوسرے نمبر پر جو عمل اس مہینے میں ہوتا ہے وہ قربانی ہے، قربانی کا عمل اللہ کے یہاں نہایت ہی پسندیدہ اور نہایت ہی مقبول عمل ہے ! !

---

[۱] فضائلِ حج ص ۹۸ [۲] سنن دارمی بحوالہ مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۲

قربانی کیوں کی جاتی ہے ؟

حدیث پاک میں آتا ہے ''صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ یہ قربانی کا عمل ہم کیوں کرتے ہیں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو پتہ چل گیا کہ یہ جو ہم قربانی کرتے ہیں یہ ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اب یہ بھی بتادیجیے کہ ہمیں اس قربانی پر اجر کیا ملے گا قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ کہ دیکھو قربانی کے جانور کے جو بال ہیں اس کے ہر بال کے بدلے میں تمہیں ایک نیکی ملے گی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بعض جانور تو ایسے ہیں کہ جن کی جلد پر بال ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کی جلد پر بال نہیں اون ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر کیا ہوا ؟ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ جن جانوروں کی کھال پر بال نہیں ہیں بلکہ اون ہے تو اون کے ہر ہر رویں پر اللہ کی طرف سے نیکیاں ملیں گی ! ! !

قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں :

☆ ایک حدیث حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ . دس ذی الحجہ یعنی قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے'' اِنَّہٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِھَا وَ اَشْعَارِھَا وَ اَظْلَافِھَا ''بے شک وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی یعنی جیسے دنیا میں تھی اسی طرح صحیح سالم ہوکر آئے گی تاکہ اس کے ہر عضو کا کفارہ ہو، آگے فرمایا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ حقیقت یہ ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں

ایک مقام حاصل کر لیتا ہے یعنی قبول ہو جاتا ہے، فرمایا فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا ۱؎ پس یہ قربانی طیب خاطر اور دل کی خوشی کے ساتھ کیا کرو''

☆ ایک حدیث امام حسینؓ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ ضَحّٰی طَیِّبَۃً نَفْسُہٗ مُحْتَسِبًا لِاُضْحِیَّتِہٖ کَانَتْ لَہٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ ۲؎ ''جو شخص نہایت خوش دلی کے ساتھ ثواب کی نیت سے قربانی کرے گا تو یہ قربانی اس کے لیے دوزخ میں جانے سے آڑ اور رکاوٹ بن جائے گی''

☆ ایک حدیث پاک سیّدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں یَافَاطِمَۃُ قُوْمِیْ فَاشْھَدِیْ اُضْحِیَّتَکِ فاطمہ اٹھو اور اپنی قربانی کے سامنے جا کر کھڑی ہو فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا مَغْفِرَۃً لِکُلِّ ذَنْبٍ دیکھو قربانی کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اَمَا اِنَّہٗ یُجَاءُ بِلَحْمِھَا وَدَمِھَا تُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِکِ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. دیکھو یہ قربانی قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لائی جائی گی اور اسے ستر گنا بڑھا کر تمہارے ترازو میں رکھا جائے گا، اس موقع پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے انہوں نے سنا تو عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً فَاِنَّھُمْ اَھْلٌ لِمَا خُصُّوْا بِہٖ مِنَ الْخَیْرِ اَوْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّۃً ۳؎ کیا قربانی کا یہ اجر و ثواب صرف آلِ محمد ﷺ کے لیے ہے کیونکہ وہ تو ہر اس خیر و بھلائی کے مستحق ہیں جو ان کے لیے خاص کی گئی ہو یا یہ سب مسلمانوں کے لیے ہے ؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ اجر و ثواب خصوصاً آلِ محمد کے لیے اور عموماً تمام مسلمانوں کے لیے ہے''

۱؎ مشکوۃ المصابیح ص ۱۲۸ ۲؎ الترغیب والترھیب ۲ /۱۰۰ ۳؎ الترغیب والترھیب ۲/۱۰۰

جوشخص وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا حضور ﷺ اس سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے آپ فرماتے ہیں : مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا [1] ''جو شخص قربانی کی وسعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے''

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟

سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟ اس کے متعلق عرض ہے کہ قربانی ایک تو ہر اُس عورت اور مرد پر واجب ہے جس پر زکوۃ فرض ہے، عورت کے پاس اگر اتنی مالیت کے سونے کا زیور ہے کہ جتنی مالیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکتے ہیں جو آج کل تقریباً چار لاکھ سولہ ہزار روپے کی آجاتی ہے تو اس پر زکوۃ آئے گی اور جس پر زکوۃ آئے گی اس پر قربانی بھی آئے گی !

اور دوسرا وہ شخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنی مالیت تو نہیں ہے، نہ کیش کی شکل میں نہ چاندی کی شکل میں نہ سونے کی شکل میں، زیور وغیرہ بھی نہیں ہے اس کے پاس، کیش رقم بھی نہیں ہے اس کے پاس، مالِ تجارت بھی نہیں ہے اس کے پاس تو اگرچہ اس صورت میں اس پر زکوۃ تو فرض نہیں ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کے پاس زائد اَز ضرورت اتنا سامان بھی ہے یا نہیں ہے کہ جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہوجاتی ہے، زائد اَز ضرورت سامان میں شوقیہ لیپ ٹاپ، کمپیوٹر ہوگیا، زائد از ضرورت موبائل ہوگئے یا ضرورت پانچ چھ ہزار والے موبائل سے پوری ہوجاتی ہے لیکن رکھا ہوا ہے تیس پینتیس ہزار والا موبائل یا سینکڑوں سی ڈیز ہوگئیں یا وی سی آر ہوگیا یا اتنے زیادہ بھرے ہوئے کپڑے ہیں کہ وہ پہننے کو ہی نہیں آتے یا اتنے زیادہ برتن ہیں جو کبھی کام ہی نہیں آتے، تو اگر اس کی ملکیت میں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو اگر ہم جوڑیں اور ان کی قیمت پتا کریں اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جاتی ہو تو پھر ایسے مرد وعورت پر اگرچہ زکوۃ تو فرض نہیں ہوگی لیکن صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی اور یہ مرد وعورت زکوۃ بھی نہیں لے سکتے، زکوۃ لینا حرام، قربانی کرنا اور صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ! !

---

[1] الترغیب والترھیب ج۲ص۱۰۰

قربانی نہ کرنے کی صورت میں قضا :

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی بھی وجہ سے قربانی نہیں کی تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنی واجب ہے !

جن افراد پر قربانی واجب ہو وہ ذوالحج کا چاند نکل آنے کے بعد ناخن وغیرہ نہ کاٹیں :

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اِذَا رَاَیْتُمْ ھِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَ اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِكْ عَنْ شَعْرِہٖ وَ اَظْفَارِہٖ [1]

''جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے''

جن پر قربانی واجب ہے یہ حکم ان کے لیے ہے کہ وہ ذوالحج کا چاند نکلنے سے پہلے پہلے اپنے ناخن تراش لیں اور بال وغیرہ کاٹ لیں ! یہ سب کے لیے نہیں ہے لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ ایک مستحب اور سنتِ غیر مؤکدہ عمل ہے ! اگر کسی نے ناخن کاٹ بھی لیے اور بال کاٹ بھی لیے تو اس کی قربانی میں فرق کوئی نہیں پڑے گا، زیادہ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے کا جو اجر تھا وہ رہ جائے گا، اگر سنت پر عمل کر لیتے تو اجر مل جاتا، نہیں کیا تو اجر رہ گیا لیکن قربانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا ! !

ماہِ ذی الحجہ میں کیا جانے والا تیسرا کام :

تیسری چیز جو اس مہینے میں ہوتی ہے وہ ایک مذہبی تہوار ہے یعنی ہم اس مہینے میں (ذی الحجہ میں) ایک عید مناتے ہیں، یہ ہمارا مذہبی تہوار ہے، ہمارے لیے دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں :

ایک عید الفطر ، دوسری عید الاضحیٰ

عیدیں فقط دو ہیں :

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے شَھْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَ ذُوالْحِجَّةِ [2]

[1] صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰ [2] سُنن ابو داوٗد ج ۱ ص ۳۱۸

''عید کے دو مہینے ہیں ، ان دو مہینوں میں اجر کے اندر کمی نہیں ہوتی ، ایک مہینہ رمضان کا دوسرا ذوالحج کا''

محدثین کرامؒ نے ہمیں بتایا کہ اجر میں کمی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مہینے اُنتیس اُنتیس دن کے بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ عبادت کا اجر وثواب تیس دن کے برابر دیں گے ! یہ مطلب ہے کہ ان میں کمی نہیں ہوتی یعنی اجر وثواب میں کمی نہیں ہوتی !

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہلِ مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے ہیں جن میں وہ کھیل کود کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں ! آپ نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان دو دنوں میں ہم زمانۂ جاہلیت میں خوشیاں مناتے تھے اور کھیلا کودا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَبْدَلَکُمْ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَ یَوْمَ الْفِطْرِ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دنوں سے بہتر اور اچھے دو دن تمہارے لیے مقرر فرمادیے ہیں جن میں سے ایک عیدالاضحیٰ کا دن ہے اور دوسرا عیدالفطر کا ''[1]

اس حدیثِ پاک سے بھی صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ عیدیں فقط دو ہیں

ایک عیدالفطر ، دوسری عیدالاضحیٰ

ماہِ ذوالحج کے شروع کے دس دنوں کی فضیلت :

خاص طور پر اس کے شروع کے جو دس دن ہیں وہ تو اور زیادہ عظمت وفضیلت والے دن ہیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ تیسویں پارہ میں ایک سورۃ ہے سورۃ الفجر اس میں آتا ہے ﴿ وَالْفَجْرِ. وَلَیَالٍ عَشْرٍ ﴾ فجر کے وقت کی قسم اور دس راتوں کی قسم،

---

[1] سنن ابوداؤد باب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۱۶۱ و مشکوۃ المصابیح ص ۱۲۶

مفسرین نے لکھا ہے ان دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحج کے دنوں کی راتیں ہیں، عشرہ ذوالحج کے جو دن ہیں ان کی راتیں مراد ہیں، اللہ تعالیٰ ان دس دنوں کی راتوں کی قسم کھا رہے ہیں اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ جس چیز کی قسم کھائیں گے وہ فضیلت اور منقبت والی چیز ہوگی اس سے ان دنوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے

ایک حدیث تو بہت ہی زیادہ اجروثواب بتاتی ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ .[1]

''دنوں میں سے ایسا کوئی دن نہیں ہے کہ جس میں عبادت کرنا اللہ کے حضور میں عشرہ ذوالحج میں عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہو ! اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر قرار دیا جاتا ہے ! اور اس کی ہر رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر قرار دی جاتی ہے''

نویں ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت :

بالخصوص نو ذوالحج کا جو روزہ ہے وہ تو بہت ہی قیمتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نو ذوالحج کے روزہ کی یہ برکت ہے کہ اللہ اس کی برکت سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں [2] ہمیں چاہیے کہ ہم ان نفلی روزوں کا اہتمام کریں، اللہ توفیق دے اور اگر سارے نہ رکھے جائیں تو کم از کم نو ذوالحج کا روزہ ہی رکھ لیں ! !

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت :

اور دس ذوالحج کی جو شب ہے یہ بھی بڑی فضیلت کی شب ہے یعنی عید کی شب جو نو ذوالحج کا دن گزار کر آئے گی حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو شب بیداری کرے گا

---

[1] سنن ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸ باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر ، مشکوۃ المصابیح ج۱ ص ۱۲۸

[2] صحیح المسلم ج ۱ ص ۳۶۷ باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شھر وصوم یوم عرفہ الخ

انہیں جاگ کر گزارے گا اور انہیں زندہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل کو اس دن زندہ رکھیں گے جس دن تمام لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہوں گے [1]

تکبیراتِ تشریق :

یہاں اخیر میں ایک مسئلہ اور سمجھ لیں کہ ہمارے یہاں نو ذوالحج کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحج کی عصر تک ہر مرد و عورت پر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے ! مرد حضرات بہ آوازِ بلند پڑھیں اور خواتین آہستہ آواز سے ، یہ تکبیرات فقہ حنفی کے مطابق صرف ایک بار پڑھنی چاہئیں دو دو تین تین بار نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں، تکبیرتشریق یہ ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بہر حال اس مہینے کے یہ فضائل ہیں ہمیں چاہیے کہ ان دنوں میں بجائے مارے مارے پھرنے اور دنیا کے دھندوں میں لگنے کے کوشش کریں کہ جس قدر ہو سکے ذوالحج کا مہینہ شروع ہو تو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں وقت گزاریں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اجتماعی قربانی

قربانی میں حصہ لینے والے حضرات جلد رابطہ فرمائیں

گائے فی حصہ 40,000 روپے

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد 19 کلومیٹر شارع رائیونڈ لاہور پاکستان

0333 - 4249301 0333 - 4506315

0333 - 4249302 0310 - 4499997

[1] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۳

قربانی کے مسائل

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحبؒ ﴾

قربانی کس پر واجب ہے ؟

مسئلہ : جس پر صدقہ فطر واجب ہے [1] اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو کہ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کردے تو ثواب ہے !

مسئلہ : قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے کیونکہ اس پر واجب ہی نہیں ہوتی، لیکن اگر باپ اپنے مال میں سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے کردے تو مستحب ہے ! بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو تو ان کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے !

مسئلہ : بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو اور شوہر بیوی کے لیے اور والد بالغ اولاد کے لیے اپنے پاس سے قربانی کے جانور لادے تاکہ وہ قربانی کرسکیں تو جائز ہے !

مسئلہ : جو بیٹا باپ کے ساتھ باپ کے کاروبار میں لگا ہو اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ اور ملکیت کچھ نہ ہو تو اگر اس کے علاوہ بیٹے کے پاس قربانی کا نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر نہیں ہے تو قربانی واجب نہیں ہوگی !

مسئلہ : عورت کے پاس کچھ مال نہ ہو لیکن اس نے نصاب کے بقدر مہر شوہر سے ابھی لینا ہو تو اگر

---

[1] صدقہ فطر ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوۃ فرض ہے یا زکوۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کے برابر قیمت (آج مورخہ ۲۸ر اپریل ۲۰۲۶ء کے مطابق 4,16,535 روپے) کا اور کوئی مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہے چاہے اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

مہر معجّل ہواور شوہر مالدار ہوتو عورت پر قربانی واجب ہے ! اور اگر مہر معجّل ہو لیکن شوہر فقیر ہے یا مہر ہی موجل ہو خواہ شوہر مالدار ہو یا فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں !

مسئلہ : اگر پہلے اتنا مالدار نہ تھا اس لیے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے !

قربانی مقیم پر واجب ہوتی ہے مسافر پر نہیں :

مسئلہ : قربانی کے تینوں دن اقامت کا ہونا شرط نہیں ہے دسویں گیارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا !

مسئلہ : دسویں تاریخ کو گھر میں تھا پھر گیارہویں کو سفر میں چلا گیا اور بارہویں کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر آ گیا تو قربانی واجب ہو گی !

مسئلہ : اگر مالدار قربانی کے دن گزرنے سے پہلے سفر پر چلا گیا اور باقی وقت سفر میں گزرا تو اس سے قربانی ساقط ہے !

مسئلہ : جو شخص حج پر گیا اور حساب سے شرعی مسافر بنتا ہو اس پر قربانی واجب نہیں مثلاً ایک شخص ۲۵/ ذیقعدہ کو مکہ مکرمہ پہنچا، اب چونکہ منٰی و عرفات جانے میں پندرہ دن سے کم ہیں اس لیے یہ شخص مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت بھی کر لے تب بھی مقیم نہیں مسافر ہی رہے گا اس لیے خواہ یہ شخص حج سے پہلے مدینہ منورہ جائے یا نہ جائے ۱۲/ ذی الحجہ تک یہ مسافر رہے گا اور اس پر قربانی واجب نہ ہو گی !

قربانی کا وقت :

مسئلہ : ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کا سب سے بہتر دن دسویں کا ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ !

مسئلہ : دسویں تاریخ کو شہر والوں کے لیے قربانی کا مستحب وقت عید کی نماز اور خطبہ کے بعد ہے

جبکہ گاؤں والوں کے لیے کہ جس میں عید کی نماز نہیں ہوتی سورج طلوع ہونے کے بعد ہے !

مسئلہ : گاؤں والوں کے لیے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے !

مسئلہ : امام عید کی نماز پڑھا چکا لیکن ابھی خطبہ نہیں پڑھا کہ کسی نے قربانی کردی تو قربانی جائز ہے !

مسئلہ : امام کے نماز پڑھانے کے دوران قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی !

مسئلہ : امام نے نماز پڑھائی پھر لوگوں نے قربانی کی اس کے بعد پتہ چلا کہ امام کا وضو نہ تھا اور امام نے بلاوضو عید کی نماز غلطی سے پڑھادی تھی تو قربانی ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں !

مسئلہ : اگر کسی عذر سے یا بلا عذر پہلے دن یعنی دسویں کو عید کی نماز نہیں ہوئی تو سورج کے زوال سے پہلے قربانی جائز نہ ہوگی البتہ زوال کے بعد جائز ہوگی اور دوسرے دن جب عید کی نماز پڑھی جائے تو نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے !

مسئلہ : اگر عید کی نماز ہوئی اور پھر لوگوں نے قربانی کی، بعد میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ دن دسویں کا نہیں نویں ذوالحجہ کا ہے اور چاند دیکھنے میں غلطی ہوگئی تھی تو اگر باقاعدہ گواہی سے چاند کے ہونے کا اعلان کیا گیا تھا تو نماز اور قربانی دونوں جائز ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں !

مسئلہ : دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی ہے شاید کوئی رگ نہ کٹے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور قربانی درست نہ ہو !

مسئلہ : اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو، ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھائے !

قربانی کے جانور :

مسئلہ : بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی ان جانوروں کی قربانی درست ہے ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں !

مسئلہ : بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے ! اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں ، پورے دو برس کی ہو چکے تب قربانی درست ہے

اور اُونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے !

تنبیہ : بکری جب پورے ایک سال کی ہوجاتی ہے اور گائے جب پورے دو سال کی ہوجاتی ہے اور اونٹنی جب پورے پانچ سال کی ہوجاتی ہے تو اس کے نچلے جبڑے کے دودھ کے دانتوں میں سے سامنے کے دو دانت گر کر دو بڑے دانت نکل آتے ہیں، نر اور مادّہ دونوں کا یہی ضابطہ ہے تو دو بڑے دانتوں کی موجودگی جانور کے قربانی کے لائق ہونے کی اہم علامت ہے لیکن اصل یہی ہے کہ جانور اتنی عمر کا ہو، اس لیے اگر کسی نے خود بکری پالی ہو اور وہ چاند کے اعتبار سے ایک سال کی ہوگئی ہو لیکن اس کے دو دانت ابھی نہ نکلے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے ! لیکن محض عام بیچنے والوں کے قول پر کہ یہ جانور پوری عمر کا ہے اعتماد نہیں کر لینا چاہیے اور دانتوں کی مذکورہ علامت کو ضرور دیکھ لینا چاہیے !

مسئلہ : دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں رکھیں تو سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو سال بھر سے کم لیکن چھ ماہ سے زائد عمر کے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے ! اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے !

مسئلہ : گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کی نیت نہ ہو ! اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی مثلاً آٹھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی اور اس کی قربانی کی تو درست نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ ساتویں سے کم ہے، اسی طرح ایک بیوہ اور اس کے لڑکے کو ترکہ میں گائے ملی اور اس مشترکہ گائے کی قربانی کی تو درست نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بیوہ کا حصہ ساتویں سے کم ہے !

مسئلہ : گائے اونٹ میں بجائے سات حصوں کے صرف دو حصے ہوں یعنی دو آدمی مل کر ایک گائے یا اونٹ ذبح کریں اور اس طرح دونوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں ساڑھے تین حصے ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے کیونکہ دونوں میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، اسی طرح اگر تین یا چار یا پانچ یا چھ آدمی مل کر ایک گائے کی قربانی کریں تو جائز ہے !

قربانی کا گوشت اور کھال :

مسئلہ : افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لیے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے لیے اور ایک حصہ فقراء پر صدقہ کرے ! اگر کوئی زیادہ حصہ فقراء پر صدقہ کر دے تو یہ بھی درست ہے ! اور اگر اپنی عیالداری زیادہ ہے اس وجہ سے سارا گوشت اپنے گھر میں رکھ لیا تو یہ بھی جائز ہے !

مسئلہ : قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ! اگر کسی نے فروخت کر دیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے !

مسئلہ : قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دے !

مسئلہ : گوشت یا کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی اور نیک اور رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں، صدقہ ہی کرنا چاہیے !

مسئلہ : جس طرح قربانی کا گوشت غنی کو دینا جائز ہے اسی طرح کھال بھی غنی کو دینا جائز ہے جبکہ اس کو بلاعوض دی جائے اس کی کسی خدمت وعمل کے عوض میں نہ دی جائے، غنی کی مِلک میں دینے کے بعد وہ اگر اس کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لانا چاہے تو جائز ہے !

مسئلہ : قربانی کا گوشت اور اس کی کھال کافر کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دی جائے !

مسئلہ : گوشت یا چربی یا کھال قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے !

مسئلہ : سات آدمی گائے میں شریک ہوں اور آپس میں گوشت تقسیم کریں تو تقسیم میں اٹکل سے کام نہ لیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں کیونکہ کسی حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں سود ہو جائے گا خواہ شریک اس پر راضی بھی ہوں اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں البتہ اگر گوشت کے ساتھ سری پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف سری پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو، جس طرف گوشت زیادہ ہو اس طرف سری پائے بڑھائے گئے تو اب بھی سود رہا !

مسئلہ : اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ایک ہی جگہ کچا یا پکا کر فقراء و احباب میں تقسیم کریں تو یہ بھی جائز ہے !

مسئلہ : تین بھائی یا زیادہ یعنی سات تک بھائی ایک گائے میں شریک ہوں اور کہیں کہ اپنی اپنی ضرورت کا گوشت لے لو اور باقی فقراء پر تقسیم کر دو تو یہ جائز نہیں بلکہ یا تو پہلے کچھ فقراء کو دے کر پھر باقی کو برابر برابر تقسیم کر لیں یا پہلے برابر برابر تقسیم کریں پھر ہر ایک اپنے حصہ میں سے فقراء کو دے !

متفرق مسائل :

مسئلہ : اونٹ میں نحر افضل ہے اور ذبح بھی جائز ہے جبکہ گائے بکری میں ذبح مستحب ہے !

مسئلہ : تنہا ایک شخص پوری گائے ذبح کرے تو پوری گائے ایک قربانی ہو کر کُل کی کُل واجب ہوئی !

مسئلہ : اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر کوئی خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا اس کی ہمت نہ ہوتی ہو تو کسی اور سے ذبح کرا لے اور ذبح کے وقت جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے !

مسئلہ : قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں، اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط زبان سے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرْ کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے !

ذبح سے پہلے کی دُعا : اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ .

ذبح کے بعد کی دُعا : اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

مسئلہ : جس پر قربانی واجب تھی لیکن اس نے برسوں قربانی نہیں کی تو وہ گناہ کی معافی بھی مانگے اور جتنے سالوں کی قربانی رہ گئی اس قدر قیمت کا صدقہ کر دے !

مسئلہ : قربانی سے پہلے قربانی کے جانور کا دودھ دوہا ہو یا اس کی اُون اتاری ہو تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے !

مسئلہ : قربانی کی رسی وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے !

درسِ حدیث

(۵)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر ان دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

نبی علیہ السلام کی چار تلواریں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

(یکم ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۲ فروری ۲۰۱۴ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

امام محمد رحمة اللہ علیہ اپنی کتاب اَلسِّیَرُ الکَبِیْر میں ایک اصول بتلا رہے ہیں فرماتے ہیں ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اہلِ مدینہ کو جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی اور یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام محمدؒ عبارت لا رہے ہیں پھر اس کی کچھ تشریح کررہے ہیں پھر ایک بات اور بتارہے ہیں !

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام محمد رحمة اللہ علیہ نے نقل کیا ہے قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ بِالسَّیْفِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے قیامت سے پہلے مجھ کو تلوار دے کر بھیجا ہے وَجَعَلَ رِزْقِیْ تَحْتَ رُمْحِیْ اَوْظِلِّ رُمْحِیْ اور میرا جو رزق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے میرے نیزے کے نیچے کر دیا ہے ! یہاں ظِلٌ کا لفظ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ میں کر دیا ہے ! وَجَعَلَ الذِّلِّ وَ الصِّغَارِ عَلٰی مَنْ خَالَفَنِیْ اور جو میری مخالفت کرے اس پر ذلت اور رُسوائی ہے ! وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [1] اور جو جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی کے ساتھ ہوگا ! !

تلوار کی تشریح :

یہاں سَيْفٌ کی تشریح اور تفسیر کر رہے ہیں وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ بَعَثَنِیْ بِالسَّيْفِ مجھے تلوار دے کر بھیجا ہے، مطلب یہ کہ اَیْ بَعَثَنِیْ بِالْقِتَالِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اللہ کے راستے میں قتال کے لیے بھیجا ہے !

اور نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ارشاد نقل کیا ہے اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْاهَا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِ مَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ یہ حدیث بھی کئی دفعہ سنی ہوگی آپ نے جو یہاں نقل کی ہے اس کا یہ جملہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہاد کے لیے بھیجا قِتَالْ کے لیے حتی کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں ! جب وہ یہ کہہ دیں گے مان لیں گے اس پر ایمان لائیں گے تو ان کے خون بھی محفوظ، ان کا مال بھی محفوظ، اِلَّا بِحَقِّهَا مگر کسی کا اگر حق بنتا ہے، کوئی ایسی چیز کی ہے جس کی وجہ سے اسے تاوان دینا پڑے جان کی شکل میں یا مال کی شکل میں لینا پڑ جائے وہ اور بات ہے کہ کوئی کسی کو قتل کرے تو ظاہر ہے اسے قصاصًا قتل کیا جائے گا یا دِيَتْ وغیرہ کی تفصیلات جیسے آتی ہیں اور ان کا حساب اللہ کرے گا، اللہ کے ہاں حقیقی حساب جو آخری حساب ہے وہ وہاں پر ہوگا ! !

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد آگے فرماتے ہیں کہ یہ جو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تلوار دے کر بھیجا یہ بات اس لیے ہے کہ اَلْقِتَالُ فِیْ حَقِّ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ کے علاوہ جو دیگر انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تھے وہ مامور نہیں تھے اس پر لَمْ يَكُنْ مَّامُوْرًا بِهٖ خاص طور پر اس کا جو حکم ہے وہ نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ کو اور ان کے ذریعہ سے امت کو بھیجا ہے

---

[1] شرح کتاب السیر الکبیر ج ۱ ص ۱۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

توراۃ میں نبی علیہ السلام کی صفت :

وَخَصَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِذٰلِکَ اور رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے، اس کے ساتھ خاص کیا گیا وَصِفَتُہٗ فِی التَّوْرَاۃِ اور تورات میں نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ کی صفت بیان ہوئی ہے اور تورات کی عبارت آگے آرہی ہے نَبِیُّ الْمَلْحَمَۃِ آپ نَبِیُّ الْمَلْحَمَۃِ ہیں عَیْنَاہُ حَمْرَوَانِ مِنْ شِدَّۃِ الْقِتَالِ ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہوں گی شدتِ قتال کی وجہ سے، ظاہر ہے جب قتال ہوتا ہے تو قُوَّتِ غَضَبِیَّہْ کی ضرورت پڑتی ہے تو قُوَّتِ غَضَبِیَّہْ کی علامات میں سے یہ بھی ہوتا ہے آنکھوں میں سرخی دوڑتی ہے رگیں پھولتی ہیں خون جوش مارتا ہے یہ چیزیں تب ہی ہوتی ہیں تو فرمایا عَیْنَاہُ حَمْرَوَانِ مِنْ شِدَّۃِ الْقِتَالِ وَفِیْ صِفَتِہٖ اُمَّتِہٖ .

امتِ محمدیہ کی صفت :

اور نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی امت کی جو صفت ہے اس کے بارے میں آیا ہے اَنَاجِیْلُھُمْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ یہ بھی اسی میں آیا ہے کہ اَنَاجِیْل ان کے سینوں میں ہوں گی، جو کتاب اللہ کی طرف سے دی جائے گی ان کو وہ ان کے سینوں میں ہوگی، اُس وقت انجیل تھی اس لیے اس وقت انجیل کا لفظ بولا گیا، اب اللہ کے فضل سے سینوں میں قرآن ہے، بچوں کے سینہ میں محفوظ ہے بوڑھا آدمی ہے تو اس کے بھی سینے میں ہے

وَ سُیُوْفُھُمْ عَلٰی عَوَاتِقِھِمْ اور ان کے شانوں پر ان کی تلواریں لٹکی ہوئی ہوں گی ! یہ اس امت کا وصف ہے انجیل میں بتایا وَاِلَیْہِ اَشَارَ فِیْ قَوْلِہٖ عَلِیْہِ السَّلَامُ اور نبی علیہ السلام کے قول میں اسی طرف اشارہ ہے اَلسُّیُوْفُ اَرْدِیَۃُ الْغُزَاۃِ کہ یہ تلواریں غازیوں اور مجاہدین کی چادر ہوتی ہیں جیسے چادر اوڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے بغیر چادر کے نہیں نکلتا تو بس یہ مجاہد کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے ! یہ اصول رکھا گیا بتا گیا سمجھایا !

امن کے لیے طاقت کی ضرورت ہے :

معلوم ہوا کہ ہتھیار کی تربیت ہر مسلمان کو ہونی چاہیے کیونکہ مسلمان کا مطلب ہی یہ ہے کہ

جو امن قائم کرے سلامتی سے ! اور امن جو قائم کرتا ہے اس کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے، عدل و انصاف کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے جیسے ظلم کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے کہ ظالم آدمی جو ہے وہ طاقتور ہوگا تو ظلم کرے گا ورنہ کمزور آدمی کہاں کرسکتا ہے ؟ اسے تو اُلٹا پکڑ کر ماریں گے لوگ، طاقتور ہو اس کا دبدبہ ہو بہادر بھی ہو، بہادر نہ ہو تو اس نے ایک جھوٹا رعب دبدبہ قائم کر رکھا ہے لیکن طاقت چاہیے، اس میں پیسہ بھی ہوتا ہے ہتھیار بھی ہوتے ہیں مسلح لوگ بھی ہوتے ہیں اس کے ساتھ تو وہ پھر اپنی من مانیاں کرتا ہے ظلم و زیادتی کرتا ہے، تو ظلم کرنے کے لیے بھی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے، کمزور آدمی نہیں کرسکتا، کمزور آدمی خواہش تو کرسکتا ہے میں ایسا غنڈا بدمعاش ہوتا تو میں یوں کر دیتا اور میں یوں کر دیتا، میں پرخچے اُڑا دیتا بیٹھ کے خیالی پلاؤ پکاتا رہے گا عملاً کچھ نہیں کرسکتا، عملاً طاقت ہو اور بہادری بھی ہو اس میں تو وہ کرے گا !

تو لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اب اگر اس کو جا کے آرام سے کوئی سمجھائے گا کبھی مانے گا اور کبھی نہیں مانے گا، دل میں اس کے آگئی تو کر دیا ورنہ نہیں ! تو اس کو کاٹ کے لیے اس جیسا آدمی چاہیے، لوہے کو لوہا کاٹتا ہے یا موم کاٹتا ہے لوہے کو ؟ موم سے کبھی لوہا کٹا ہے ؟ اب موم جائے لوہے کے پاس اور اسے نرم کرنا چاہے کہ دیکھ میں اتنا نرم ہوں یہ دیکھ یہ مڑ گیا میں، یوں مڑ گیا اب یوں ہوگیا میرا یوں ہوگیا حشر، مجھے پیڑا بنا دے مجھے روٹی بنا دے مجھے جو چاہے کر دے تو تو بھی ایسا ہو، وہ کہے گا میں نہیں ہوسکتا میں لوہا ہوں، تو یہ نہیں، اب اس کو کاٹنے کے لیے لوہا ہی چاہیے لوہے کو کاٹنے کے لیے لوہا چاہیے اس کے بغیر نہیں کٹ سکتا ! !

اس لیے اس کے مقابلے میں جو مسلمان ہو عادل ہو انصاف پسند ہو وہ بھی طاقتور ہوں گے تو کرسکیں گے بہادر ہوں گے تو کریں گے ورنہ نہیں کریں گے ورنہ وہ ان کو کچل دے گا ! تو اس لیے مسلمان حکومت کا فرض ہے چاہے جو بھی ہو سعودی حکومت ہے پاکستانی ہے یا عرب ہیں کہ اپنی عوام کو فوجی تربیت دیں ! !

نیم فوجی تربیت :

اور غالبًا ابھی کچھ دن پہلے اخبار میں کسی عرب ریاست کا میں نے پڑھا ہے اخبار میں آیا ہے کہ اس نے پوری عوام کو نیم فوجی تربیت دینے کے لیے منصوبہ بنایا ہے کہ سارے ملک میں جتنے لوگ ہیں انہیں نیم فوجی تربیت دی جائے گی، یہ بڑا اچھا فیصلہ ہے۔ اسرائیل یہی کرتا ہے اس نے لازمی کر رکھی ہے نیم فوجی تربیت اپنی عوام کو، عورتوں کو بھی لڑکیوں کو بھی سکول کالجوں میں تربیت دی جاتی ہے بندوق چلانا کھولنا بھرنا نشانہ بازی کرنا، اپنا دفاع کرنا حملہ کرنا یہ سکھایا جا رہا ہے تو یہ ہماری چیزیں ہیں جو انہوں نے کر رکھی ہیں ! ضرورت یہ ہے کہ ہماری مسلم حکومتیں عوام کو تربیت دیں ، اتنی تربیت کی ضرورت نہیں ہے کہ سب کو فوجی بنائیں وہ تو ممکن ہی نہیں ہے نہ ہی ہر آدمی کو اتنی فرصت ہے کہ وہ پورا فوجی بنے اور پوری تربیت لے، نہ ہی اتنا پیسہ ہے حکومتوں کے پاس کہ وہ عوام میں ہر شخص کو اتنی تربیت دے، اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، ضرورت ہے واجبی تربیت ہو پسٹل بندوق رائفل جو آج کل رواج ہے جو عام طور پر ظالم غنڈے بدمعاش استعمال کرتے ہیں یا اگر کسی دشمن ملک سے لڑائی ہو جائے تو اس سے مقابلے میں عوام اپنی فوج کا ساتھ دے سکے ورنہ فوج جب جائے گی لڑنے اور اس کے ساتھ بغیر تربیت یافتہ فوج ہو جائے گی تو الٹا فوج کو بھی لے ڈوبے گی ! اسے بھی لے ڈوبے گی کیونکہ وہ مسائل پیدا کریں گے کیونکہ انہیں تربیت تو ہے ہی نہیں تو وہ فوج کے لیے مسائل پیدا کر دے گی ، تربیت ہوگی تو فوج کی مددگار بن جائے گی ، تربیت نہیں ہوگی تو فوج کے لیے مسائل پیدا کرے گی ! !

خدانخواستہ فرض کریں اللہ نہ کرے کہ دشمن فوج آگے بڑھ رہی ہے اتنا آگے کہ وہ ہمارے کسی اہم شہر کا محاصرہ کر لے گھیر لے، اب عوام ساری غیر تربیت یافتہ تو فوج کے لیے ایک مصیبت بن گئی ، عوام میں جو اندر ہل چل اور بدحواسی پھیل گئی اسے کیسے کنٹرول کریں اور سامنے دشمن سے کب لڑیں ؟ انہیں سنبھالیں یا ان سے لڑیں، مسئلہ پیدا ہوگا یا نہیں ہوگا ؟ وہ مدد کے نام پر جب آگے بڑھیں گے تو الٹا نقصان کر دیں گے، انہیں پتہ ہی نہیں ہوگا کہ فوج کی مدد کیسے کرنی ہے ؟ ساتھ کیسے دینا ہے ؟ تو جس

حساب سے ساتھ دینا چاہیں گے وہ سمجھتے ہی نہیں ، وہ پتھر ماریں گے اپنی چھتوں پر چڑھ کر وہ اپنے ہی فوجیوں کے سروں پر لگیں گے اس لیے کہ تربیت نہیں ہے ،تربیت ہوگی تو انہیں پتا ہوگا عورتوں کو بھی بچوں کو بھی مردوں کو بھی کہ یہاں پتھر مارنے ہیں اور یہاں نہیں مارنے ، کچھ بھی نہیں ہے تو غلیل سے ماریں گے لیکن تربیت ہوگی تو ماریں گے ورنہ کیسے ماریں گے ؟

تو اس لیے یہ تربیت دینا مسلمانوں کے لیے تو بہت ضروری ہے کیونکہ وہ تو عدل ،امن اور انصاف کے لیے آئے ہیں اور عدل ،امن اور انصاف بغیر ہتھیار کے بغیر طاقت کے نہیں ہوسکتا اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ سارے تربیت یافتہ ہو جائیں تو ویسے کانپتا رہے گا ہندوستان اللہ کے فضل سے ،ایسے لرزے گا ! یہ تو ساری قوم ہی فوج ہے ان کی طرف رخ مت کرنا ! !

من موہن[1] مرے گا تو نصیحت کر کے مرے گا کہ ادھر رخ نہ کرنا ،اس کے بعد جو آئیں گے وزیر اعظم وہ بھی نصیحت کر کے مریں گے جرنیلوں کو کہ بس گزارا کرو لڑنا نہیں ، ان سے لڑنے کا نہ سوچنا ، مصیبت چپک جائے گی کہاں سے چھڑاؤ گے جان ، کیسے چھڑاؤ گے ؟ اللہ ہمارے ان حکمرانوں کو اور ہمارے بڑوں کو ذمہ داروں کو سیاست دانوں کو ہوش اور سمجھ دے تاکہ وہ ان چیزوں کا سوچیں ، مفت میں بہت بڑی قوت ہے ! !

چار تلواریں :

تو نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا اَلسُّیُوْفُ اَرْدِیَۃُ الْغُزَاۃِ غازیوں کی چادر ہے جیسے چادر ساتھ رکھتے ہیں ایسے ہی تلوار اور ہتھیار ان کی ضرورت ہوتی ہے ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں ،حدیث سُفِیَانُ بِنْ عُیَیْنَۃَ میں آتا ہے بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِاَرْبَعَۃِ سُیُوْفٍ نبی علیہ السلام کو چار تلواروں کے ساتھ بھیجا گیا ! اب چار تلواریں دیکھ لو کیسی ہیں ؟ اب یہ بات بھی سن لو ، اب تک تو ایک ہی تلوار سنی ہوگی آپ نے ! ایک قسم کی ہوگی ، چار تلواروں کا تعارف ہو رہا ہے اس میں ! حضرت سُفِیَانُ بِنْ عُیَیْنَۃَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے روایت آتی ہے بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِاَرْبَعَۃِ سُیُوْفٍ .

---

[1] سابق وزیر اعظم ہندوستان (۲۶ ستمبر ۱۹۳۲ء - ۲۶ دسمبر ۲۰۲۴ء)

پہلی تلوار :

سَیْفٌ لِقِتَالِ الْمُشْرِکِیْنَ ایک تلوار وہ تھی جس سے مشرکین سے قتال فرمایا کہتے ہیں بَاشَرَ بِهِ الْقِتَالَ بِنَفْسِهٖ ﷺ یہ تلوار تو خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بنفسِ نفیس چلائی ہے اور آپ کے ساتھ مل کر صحابہ نے چلائی ہے کیونکہ غزوہ بدر ہوا ، غزوہ خندق ہوا ، اُحد ہوا اور غزوات ہوئے ، موتہ ہوا ، تبوک ہوا ، فلاں ہے اور چھوٹے موٹے بے شمار غزوات ، یہ سب کس سے ہو رہے ہیں ؟ زیادہ تر مشرکین سے ہو رہے ہیں ، تو یہ تلوار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود چلائی ، بنفسِ نفیس قیادت فرمائی تمام معرکوں میں ! تو ایک تلوار کون سی ہے ؟ سَیْفٌ لِقِتَالِ الْمُشْرِکِیْنَ یہ تلوار کس نے چلائی ؟ خود آپ نے بنفسِ نفیس چلائی اور آپ کی قیادت میں چلی !

دوسری تلوار :

وَسَیْفٌ لِقِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ اور ایک تلوار ہے کہ اگر کوئی مرتد ہوجائے ، اسلام لانے کے بعد پھر جائے اسلام سے دین سے تو ایک تلوار اس کے لیے بھی بھیجی ہے اللہ تعالیٰ نے نبی عَلَیْهِ السَّلَامُ کے ساتھ کَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ﴾ [1] جو مرتد ہوجائے اس سے لڑو یا وہ واپس آجائے اسلام میں ، اسلام قبول کرے یا تلوار ! ! کہتے ہیں اس تلوار کو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چلایا فَقَاتَلَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَعْدَهٗ فِیْ حَقِّ مَانِعِی الزَّکٰوۃ مانعینِ زکوٰۃ جنہوں نے زکوٰۃ کا انکار ہی کر دیا تھا بعض تو مرتد ہو گئے تھے بعض صرف ان چیزوں کا انکار کر رہے تھے ، انکار کر دیا انہوں نے تو ان کے خلاف پھر تلوار کس نے اٹھائی تھی ؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تو دوسری قسم کی تلوار کون سی ہوگئی ؟ تلوار جو کس کے لیے ہے ؟ اِرتداد کرنے والوں کے لیے ہے ، یہ تلوار حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اللہ نے چلوائی ، انہوں نے استعمال کی ! !

تیسری تلوار :

وَسَیْفٌ لِقِتَالِ اَهْلِ الْکِتَابِ وَ الْمَجُوْسِ تیسری تلوار اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

---

[1] سورۃ فتح : ۱۶

کو اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مجوس سے قتال کرنے کے لیے دی ! مجوس جنہیں عجم بھی کہتے ہیں جو ایران کی طرف سارا علاقہ ہے !

تیسری تلوار کس نے چلائی ؟ کہتے ہیں کَمَا قَالَ تَعَالٰی ﴿ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُو الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ ﴾[1] یہ ساری تفصیل اس آیت میں ہے یہ آیت اس تلوار کی ساری تشریح اور محل ہے، یہ تلوار یہاں چلے گی فَقَاتَلَ بِہٖ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سر یا شر ؟

سارے ہر قسم کے سرکش جو شر تھے اُس کے کتنے سر ہیں ؟ چار ! سر کہہ لو یا شر کہہ لو ایک ہی بات ہے نقطے کا فرق ہے اسے ڈال لو تو بھی ٹھیک ہے، ہٹا دو تو بھی ٹھیک ہے ان چار سروں کے لیے چار تلواریں ہیں :

(۱) ایک سر مشرکین کی شکل میں تھا اس کے لیے تلوار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود چلائی !

(۲) ایک سر اِرتداد کی شکل میں تھا اس شر کو کچلنے کے لیے نبی عَلَیْہِ السَّلَامْ ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تلوار دے گئے تھے کہ یہ تم چلاؤ !

(۳) اور ایک سر اہلِ کتاب اور مجوس کی شکل میں تھا ان کے لیے تلوار جو اللہ تعالیٰ نے نبی عَلَیْہِ السَّلَامْ کو دی وہ آپ نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دی کہ یہ تم نے چلانی ہے تو وہ تلوار انہوں نے چلائی ! فَقَاتِلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

چوتھی تلوار :

سَیْفٌ لِقِتَالِ الْمَارِقِیْنَ ایک تلوار دی کہ جو بغاوت کرے اندرونی فتنہ کرے اپنے افسروں کے اندر اپنوں میں سے جو باغی ہوں بغاوت کرلیں، دین سے بغاوت کریں سَیْفٌ لِقِتَالِ الْمَارِقِیْنَ کما قال تعالیٰ ﴿ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰاھُمَا ﴾ یہ آیت آرہی ہے اس تلوار کا مصداق بیان کرنے کے لیے،

[1] سورة التوبة : ۲۹

ہر جگہ آیت بتائی ہے ہر تلوار کے ساتھ ایک آیت لٹکی ہوئی ہے، تلوار دی ہے اور اس کے قبضہ کے ساتھ آیت لٹکا دی ہے، یہ تم نے پکڑنی ہے، یہ تم نے پکڑنی ہے، اور یہ تم نے یہاں چلانی ہے، یہ تم نے یہاں چلانی ہے اور یہ تم نے یہاں چلانی ہے، یہ اللہ کے تکوینی فیصلے جو تھے ان کا ظہور اس شکل میں ہو رہا ہے !

﴿ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ ﴾[1] یہ تلوار باغیوں کے لیے ہے، اس کو کس نے چلایا ؟ فَقَاتَلَ بِہٖ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ خود ان ہی سے روایت ہے اس تلوار کے بارے میں انہوں نے فرمایا اُمِرْتُ بِقِتَالِ الْمَارِقِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ ! مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور اس پر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ کے نائب کی صورت میں کیونکہ جو بھی خلیفہ برحق ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوتا ہے بشرطیکہ خلیفہ برحق ہو ! یہ چار تلواریں ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دی گئی ہیں حضرت سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی چار تلواریں ہیں امام محمدؒ نے ان کی تشریح کر دی کہ وہ تلواریں اس طرح کی ہیں اس طرح کی ہیں اور تفصیل بھی بتا دی !

قربِ قیامت کا مطلب ؟

اب اس حدیث کی طرف آجائیں جو ابھی سنی آپ نے کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ بِالسَّیْفِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ تو اب بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کی تشریح کر رہے ہیں اب بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کا کیا مطلب ہے ؟ کہتے ہیں وَقَوْلُہٗ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ اَیْ بِالْقُرْبِ مِنَ الْقِیَامَۃِ یعنی قیامت کے قریب ! اب قیامت کے قریب کا یہ مطلب نہ سمجھو کہ آنے والی جو بھی ہے، ایسے نہیں بلکہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾[2] قریب آرہی ہے قیامت شَقِّ قَمَرْ ہو گیا ! وہ جو نبی علیہ السلام نے اشارہ کیا تھا اور فرمایا کہ وہ دیکھو ! تو نبی علیہ السلام کی تشریف آوری اور آپ کے دور کو قیامت کا قرب قرار دیا گیا ! !

سائنسدان کہتے ہیں کہ یہ کائنات ہزاروں سال بلکہ لاکھوں کروڑوں سال سے ہے تو اس میں

---

[1] سورۃ الحجرات : ۹ [2] سورۃ القمر : ۱

چودہ سو پندرہ سو سال بلکہ تیرہ، چودہ، پندرہ ہزار سال بیت جائیں وہ ایسے ہیں جیسے دن اور ہفتے ہوتے ہیں چونکہ ہمارا اس طرح کا ذہن نہیں ہے اس کی رسائی نہیں ہے تو ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اور زبان سے ایسے جملے نکلتے بھی نہیں لیکن اللہ کے نبی کی رسائی تو اللہ نے بہت اونچی کی ہوئی ہوتی ہے اس کا دماغ بہت وسیع پورے عالم کو محیط اور عالمی ساری چیزیں شروع سے اخیر تک کے دور کی نظر میں ہوتی ہیں تو یہ ان کے زبان مبارک سے ایسے کلمات جاری کیے جو بالکل صحیح ہیں ﴿ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ ﴾ بالکل قیامت سے کچھ پہلے، قربِ قیامت کے وقت مجھے بھیجا گیا یہ مطلب ہے ﴿ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ ﴾ وَقیل فی تفسیر قولہ ﴿ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا ﴾ [1]

فیم السوال عَنِ السَّاعَۃِ وَاَنْتَ مِنْ اَشْرَاطِھَا یہ قیامت کے بارے میں کیسے سوال کرتے ہیں حالانکہ آپ خود قیامت کی نشانی ہیں ! رسول اللہ ﷺ کو خود اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں، یہ گویا حدیثِ قدسی کا جملہ ہوگیا کہ آپ تو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں تو پھر بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی ؟ اتنی بڑی نشانی آگئی اور پھر یہ سوال کہ قیامت کب آئے گی ، کیسے بیوقوف ہیں ؟ یہ مطلب ہوگیا ! !

تلوار کے سائے میں رزق ؟

وَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ وَجُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ رُمْحِیْ اَوْ ظِلِّ رُمْحِیْ اور میرا جو رزق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے میرے نیزے کے نیچے کردیا ہے ! یا ظِلٌ کا لفظ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ میں کردیا ہے ! اب اس کی بھی تشریح فرمارہے ہیں

(ا) ھٰذَا کَانَ فِیْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَام کَانَ الْغَازِی اِذَا جَنَّہُ الَّیْلُ فَرَکَزَ رُمْحَہٗ عِنْدَ قَوْمٍ فَعَلَیْھِمْ اَنْ یُّضَیِّفُوْہُ ابتداءِ اسلام میں یہ تھا کہ غازی جب سفر کرتے تھے اور رات پڑگئی مسافر ہیں تو کسی نہ کسی بستی کے پاس پہنچتے تھے پڑاؤ ڈالتے تھے تو جو بھی بستی آبادی قریب ہے وہاں پہنچ کر وہ نیزہ گاڑھ دیتے تھے یہ گویا علامت، شعار اور نشانی تھی اور دستور تھا، اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں جب اس نے گاڑھ دیا تو لوگ سمجھ گئے، بستی والوں کو سمجھ جانا چاہیے کہ یہ آج رات کا مہمان ہے، اس نے یہیں پڑاؤ کرنا ہے، اب کھانا کہاں سے کھائیں گے ؟

[1] سورۃ النّٰزعٰت : ۴۴

ہوٹل تھوڑی ہیں ہر جگہ جیسے آج کل ہر جگہ ہوٹل ہیں یا کھانے پیکنگ میں ملتے ہیں وہ بھی نہیں ہیں اور ہو بھی اگر تو اُٹھائے لیے پھرنا آسان تھوڑی ہوتا تھا، پیدل چلتے تھے ان ہی گھوڑوں پر اونٹ پر، کوئی جیپ یا ٹرک تھوڑی تھے، اس لیے وہاں پر یہی تھا کہ جہاں بستی پڑی دستور ہوتا تھا وہیں پر لوگ خود بخود کھانا کھلاتے تھے جہاں رکتے تھے اس لیے دستور تھا جہاں گئے نیزہ گاڑھ دیا !

اب جب گاڑھ دیا تو فَعَلَيْهِمْ اَنْ يُّضَيِّفُوْهُ اس قوم والوں پر لازم ہو جاتا تھا کہ وہ ان کی ضیافت کریں کھانا دیں جو ان کی استعداد میں ہو، یہ نہیں کہ اچھے مرغ چرغے بنائیں یہ نہیں، جو استطاعت ہے، لسی ہے تو وہ دیں، روٹی ہے تو وہ لائیں، جو خود کھا رہے ہیں وہ لائیں، کھجور لائیں، ستو لائیں، یہ لائیں، وہ لائیں تو یہ لازم ہوتا تھا !

فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اگر وہ ایسا نہ کریں صبح ہوگئی رات سو کر گزار دی انہوں نے، کافر بھی سوتے تھے آس پاس کی بستیوں میں جا کر جہاں گزر ہوتا تھا صحابہ کا لیکن چونکہ یہ ایک دستور تھا تو کافر بھی کرتے تھے ضیافت، کھلاتے پلاتے تھے ضروری نہیں کہ ہر طرف مسلمان ہوں، مسلمانوں کی آبادی ہو، زیادہ تو کفر تھا اس وقت نبی علیہ السلام کے زمانے میں، تو وہ جا رہے ہیں چھوٹی بڑی بستیوں سے جب گزرتے تھے اس میں سارے مسلمان ہی ہوں یہ کہاں ہوتا تھا ؟ تو اگر انہوں نے ایسا نہ کیا حتی کہ صبح ہوگئی تو كَانَ مُتَمَكِّنًا مِنْ اَنْ يَغْرُمَهُ ان سے تاوان لے لیں گے جو بھی ہو، زبردستی لے لیا یہ ایک حق ہے کیونکہ بھوکا مر رہا ہے ان کے ذہنوں میں بھی یہ اصول تسلیم شدہ ہے، اس تسلیم شدہ اصول کے تحت یہ لے رہے ہیں کیونکہ وہ بھی یہ جانتے ہیں کہ اگر نہیں دیں گے تو یہ لے سکتے ہیں، کیونکہ اگر ہم بھی کہیں جائیں گے تو اس دستور کے مطابق ہمیں بھی کھلایا جائے گا نہیں کھلائیں گے تو ہم چوری چھپے لیں گے، پھر اسے اجازت ہے کہ اس کے باغ سے پھل توڑ لے بغیر پوچھے، کہیں روٹی رکھی ہے بغیر پوچھے اٹھا کر کھالے لیکن اتنا جتنی بھوک ہے، یہ نہیں کہ پھر کہے کہ گھر کے لیے بھی لے جاتا ہوں، نہیں بس جتنی بھوک ہے اتنی، یہ خیانت نہیں کر سکتا جتنی بھوک ہے بس اتنا لے گا، اس سے زیادہ لینا پھر حلال نہیں ہے منع ہے ! تو یہ دستور تھا اس وقت کا اس لیے یہ اس وقت کے لیے حدیث ہے، اس جملے کا ایک مطلب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں یہ نبی علیہ السلام کے زمانے کے

ساتھ خاص تھا ثُمَّ انْتَسَخَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ پھر نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد منسوخ ہوگیا نبی علیہ السلام ہی کے ارشاد کی وجہ سے، وہ کیا ہے ؟ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبَةِ نَفْسٍ مِنْهُ [1] کسی مسلمان کا کسی مسلم آدمی کا مال حلال نہیں ہے مگر جب وہ بخوشی دے ! اس کی وجہ سے یہ حدیث منسوخ ہوگئی اگر اس کی وہ تشریح کی جائے تو اس اعتبار سے اس جملے کی وجہ سے وہ منسوخ ہوجائے گی !

میری امت کے لیے مالِ غنیمت حلال ہے :

(۲) جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ کی دوسری تشریح یہ آگئی وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهٖ حِلُّ الْغَنَائِمِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ اس کا مطلب یہ ہے کہ میری اس امت کے لیے مالِ غنیمت حلال ہے ! میری امت جب جہاد کرے گی اور مالِ غنیمت ملے گا تو وہ اس نیزے کی وجہ سے تو ملا ہے، اس جہاد کی وجہ سے ہی تو ملا ہے، اللہ نے مجھ پر جہاد لازم کیا میرے ذریعے سے امت پر ہوا تو علاقے فتح کیے اور مالِ غنیمت حاصل ہوا ! تو کیوں ہوا ؟ اس نیزے کی وجہ سے ہوا، اس کا ایک مطلب یہ ہے ! ! کیونکہ اس سے پہلے امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، اگر لڑائی کی بھی جہاد کیا بھی تو مالِ غنیمت استعمال نہیں کر سکتے تھے، اس کی تفصیلات آپ پڑھ بھی چکے ہیں، آگے پڑھتے بھی رہیں گے جنہوں نے نہیں پڑھیں !

لیکن مالِ غنیمت جو حلال ہوا وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے حلال کر دیا گیا پھر سیدھی سیدھی بات واضح ہے فَاِنَّهَا مَا كَانَتْ تَحِلُّ لِاَحَدٍ قَبْلَ مَبْعَثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نبی علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا !

اس کا بیان اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ﴾ [2] جو تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو وہ حلال اور پاکیزہ ہے اسے کھاؤ استعمال کرو فائدہ اٹھاؤ ! اور اس کے ساتھ اس کے ضمن میں ذکر کر دیا مالِ غنیمت کی حلیت کو ! اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خُصِّصْتُ بِخَمْسٍ [3] وَذَكَرَ مِنْ جُمْلَتِهَا حِلُّ الْغَنَائِمِ مجھے پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں، ان میں سے ایک مالِ غنیمت بھی ہے !

---

[1] مسند احمد مسند البصریین حدیث عم ابی حرۃ الرقاشی ، مشکٰوۃ المصابیح رقم الحدیث ۲۹۴۶

[2] سورۃ الانفال : ۶۹ [3] صحیح البخاری ، مسلم ، سنن دارمی و مسند احمد

نیزے کا سایہ ؟

میرے نیزے کا سایہ ! اس سے مراد کیا ہے ؟ لٰكِنْ اَرَادَ بِهِ الْاَمَانَ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ''بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے'' یہ نہیں کہ حقیقی سایہ ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اَمان دے گا گویا تم امن واَمان میں ہو، جب اس کی حدود میں رہو گے اس کی سلطنت میں تو وہ بادشاہ ہے تو تم اللہ کی حفظ واَمان میں ہو !

وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَنِیْ جس نے میری مخالفت کی اس کے نصیب میں ذلت اور رسوائی ہے ! اس کی تشریح آ گئی یعنی ذلت شرک کی جو مخالفت کر رہا ہے وہ شرک میں مبتلا رہے گا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾[1]

تو بہرحال عزت صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے، عزت اس میں محصور ہو گئی اللہ رسول اور مومنین کے لیے تو اس لیے معلوم ہوا کہ مشرکین کے لیے عزت نہیں

فَهٰذَا بَيَانُ الذُّلِّ عَلَی الْمُشْرِكِيْنَ یہ مشرکین پر جو ذلت ہے اس کا بیان ہے وَقِيْلَ الْمُرَادُ مِنَ الصَّغَارِ صَغَارُ الْجِزْيَةِ عَلٰی مَا قَالَ تَعَالٰی جُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَار ''صغار'' سے ذلت اور رسوائی مراد ہے ایک قسم کی ماتحتی، ایسی ماتحتی جو باعزت نہ ہو، وہ مطلب ہے گویا، بعضوں نے کہا اس سے مراد جزیہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ وہ جزیہ دیں گے اس حال میں کہ وہ رُسوا ہیں ذلیل ہیں پست ہیں نیچے ہیں ذلت کے ساتھ انہیں دینا پڑے گا۔

مجاہدین کے ساتھ مشابہت :

اس حدیث میں یہ بھی گزرا تھا کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اب اس کی تشریح کر رہے ہیں وَقَوْلُهٗ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اَیْ تَشَبَّهَ بِالْمُجَاهِدِيْنَ فِی الْخُرُوْجِ مَعَهُمْ وَالسَّعْیِ فِیْ بَعْضِ حَوَائِجِهِمْ وَتَكْثِيْرِ سَوَادِهِمْ اب سارے تو مجاہد ایسے نہیں ہوتے لیکن کہتے ہیں جس نے ان سے مشابہت اختیار کر لی اس کو بھی یہی اجر وثواب ملے گا وہ ان ہی میں شامل ہوگا اَیْ تَشَبَّهَ بِالْمُجَاهِدِيْنَ فِی الْخُرُوْجِ

[1] سورة المنافقون : ٨

یا مجاہد کے ساتھ نکلا جیسے مجاہد جایا کرتے ہیں یہ بھی گیا باقاعدہ حصہ لیا اوران کی بعض ضرورتوں کے لیے کوشش کی کہ میں خدمت پر لگ جاؤں جیسے باورچی خانے کی، آٹے کی، راشن کی، مریضوں کو دوا دینے کی، ڈاکٹر ہو تو ان کا علاج کرنے کی ، جو بیمار ہو جائے یا جو زخمی ہو جائے اس لیے ان کے ساتھ لگ گئے وَتَکْثِیْرِ سَوَادِھِمْ یا میں کچھ بھی نہیں کرسکتا لیکن لوگ تو زیادہ نظر آئیں گے اس لیے میں ساتھ جارہا ہوں ! !

تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ، بیچارہ بوڑھا ہے طاقت نہیں لڑنے کی لیکن اس لیے ساتھ ہو گیا کہ مجمع میری وجہ سے زیادہ ہو جائے ، ہر ایک یہ سوچ کر شامل ہوگا تو دس ہزار مجاہدین کے بجائے تیس ہزار چالیس ہزار ہو جائیں گے، تیس ہزار کے مجمع کا ایک رعب پڑتا ہے ! تو یہ اس نے تشبہ اختیار کیا مجاہدین کے ساتھ یہ مراد ہے، یہ مجاہدین ہی کے حکم میں ہیں ، یہ اجر اور ثواب میں اور مالِ غنیمت میں مجاہدین کی طرح ہیں انہیں بھی ملے گا مال اور ثواب دونوں فَیَکُوْنُ مِنْھُمْ فِیْ اسْتِحْقَاقِ الْغَنِیْمَةِ فِی الدُّنْیَا وَالثَّوَابِ فِی الْآخِرَةِ دنیا میں مالِ غنیمت کے مستحق ہو جائیں گے کیونکہ یہ گئے ہیں ، بارڈر بھی پار کیا میدانِ حرب میں پہنچ گئے چاہے نہیں لڑنا لیکن تَکْثِیْرِ سَوَادْ کی غرض سے موجود ہے یہ بھی آسان نہیں ہوتا بہادری کا کام ہوتا ہے وہاں پہنچنا ، دشمن پسپا ہو جائے خدانخواستہ ہمیں پسپا ہونا پڑ جائے تو پھر نقصان ہوتا ہے ہر ایک زد میں آجاتا ہے تو اس نے قربانی دی ہے گھر سے نکلا ہے سفر کیا ہے لڑ نہیں سکتا پھر بھی لیکن تَکْثِیْرِ سَوَادْ کے لیے پہنچ گیا تو مالِ غنیمت میں ان کو حصہ ملے گا اور اجر و ثواب بھی ملے گا کیونکہ اس نے مُجَاھِدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا تشبہ اختیار کیا ہے، اور اس جیسے موقعوں کے لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ فِیْ حَقِّ الْعُلَمَاءِ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا علماء کے بارے میں بشرطیکہ علماءِ حق ہوں نیک ہوں صالح ہوں اور دین کے کلمے کی دین کی خدمت کر رہے ہوں ! ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی گو عالم نہ ہو لیکن وہ محروم نہیں رہے گا اجر و ثواب اسے بھی ملتا رہے گا ! !

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی خوبیاں :

وَذُکِرَ بَعْدَ ھٰذَا عَنْ مَکْحُوْلٍ امام محمدؒ نے مکحولؒ سے ایک بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ لَمَّا قُتِلَ ابْنُ رَوَاحَۃَ . جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کَانَ اَوَّلُنَا فُصُوْلًا وَآخِرُنَا قُفُوْلًا وَکَانَ یُصَلِّیْ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا یہ آپ کی زبان مبارک سے ان کے حق میں نکلے، کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے عَلٰی اَنَّہٗ لَا بَأْسَ بِالثَّنَاءِ عَلَی الْمَیِّتِ بِمَا ھُوَ فِیْہِ اس سے بھی پتہ چلا کہ میت میں جو خوبیاں ہوں اس کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کرنی بھی چاہیے کوئی حرج نہیں ہے جیسے نبی علیہ السلام نے ان میں جو خوبی دیکھی اسے علی الاعلان بیان کیا ، ایک تو یہ بات واضح ہوگئی ! !

وَاِنَّمَا یُکْرَہُ جو مکروہ اور ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ حد سے بڑھنا مُجَاوَزَۃُ الْحَدِّ بِذِکْرِ مَالَمْ یَکُنْ فِیْہِ جو خوبیاں اس میں نہیں تھیں وہ بھی بیان کر کے حد سے بڑھ جانا یہ ناپسند ہے، باقی جو خوبی ہواُسے بیان کرنا پسند ہے لیکن نبی علیہ السلام یہاں خوبی بیان کررہے ہیں آپ نے فرمایا اَوَّلُنَا فُصُوْلًا خبر دے رہے ہیں ان چیزوں کی جو زندگی میں کرتے تھے، آپ نے آخرت کے بارے میں خبر نہیں دی اگرچہ وہ شہید ہوئے تو اسی طرح اگر نبی علیہ السلام اس وقت نہ ہوتے فرض کرو کوئی اور ہوتا تو وہ یہ تعریف کرسکتا تھا وہ حکم نہ دیتا، نبی علیہ السلام حکم بھی لگا سکتے ہیں کیونکہ آپ کا حکم لگانا اللہ ہی کے بتانے پر ہوتا تھا کہ یہ جنتی ہے یا خدانخواستہ کسی کے لیے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے، آپ تو کہہ سکتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا ! !

تو اس قسم کی تعریف تو کرسکتے ہیں اُس قسم کی تعریف کوئی نہیں کرسکتا کسی کی کہ یہ تو جنتی ہے یا یہ جہنمی ہے، یہ بھی نہیں کہہ سکتے یہ صرف اللہ کو پتہ ہے سوائے اُس کے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے بتادیا اس کے بارے میں ہم بھی دعوے سے کہیں گے کہ جنتی ہے جیسے صحابہ کرامؓ، ازواجِ مطہراتؓ اور جنہیں جنت کی بشارت دی تھی، آپ کی جنتی صاحبزادیاں ہیں ان کے بارے میں فرمادیا، ان کے بارے میں تو ہم دعویٰ کریں گے باقی دعویٰ نہیں کرسکتے، جن کے بارے میں

نبی علیہ السلام نے دعوے سے کہہ دیا یہ جہنمی ہے ہم بھی کہیں گے اور جہاں دعویٰ نہیں وہاں ہم دعوے سے نہیں کہیں گے، بظاہر کہیں گے کہ بظاہر یہ ایسا ہے، تو یہ فرما رہے ہیں اس طرح کی تعریف میں کوئی حرج نہیں، لیکن حد سے بڑھ جانا یا اپنی طرف سے حکم لگا دینا جس کا ہمیں پتہ نہ ہو وہ مکروہ اور ناپسند ہے بلکہ مکروہ سے بھی آگے بڑھ کر اگر حکم لگا دے گا تو یہ بات حرمت تک پہنچ جاتی ہے ! !

خیر اب تشریح کر رہے ہیں اَوَّلُنَا فُصُوْلًا ہم میں یہ فُصُوْل ہیں سب سے بہتر، مطلب ؟ اَیْ مِنَ الصَّفِ بِالْخُرُوْجِ اِلَی الْمُبَارَزَةِ مطلب یہ کہ انتہائی بہادر، جب میدانِ جنگ میں صفیں لگ جاتی ہیں اور لڑائی شروع ہونے لگتی ہے تو یہ سب میں آگے اعلان کر کے سب سے پہلے بڑھ جاتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے لڑے گا ؟ مقابلے پر آ کر دکھائے ؟ پیچھے نہیں رہتے سوچ میں نہیں رہتے، ایک دم بے دھڑک بڑھ جاتے ہیں، گویا یہ فُصُوْل فصل سب سے جدا ہو کر آگے بڑھ گئے اَوَّلُنَا فُصُوْلًا ہم میں سب سے بہتر ہیں آگے بڑھنے میں سب سے آگے ہیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والوں میں ہیں ! اور وَآخِرُنَا قُفُوْلًا کا مطلب کیا ہے ؟ اَیْ رُجُوْعًا عَنِ الْقِتَالِ جب جنگ رکنے لگتی ہے تھمنی شروع ہوتی ہے واپس آنا شروع ہوتے ہیں اپنی اپنی صفوں میں وہ اُدھر یہ اِدھر تو یہ بھی اس میں واپسی میں جلدی نہیں کرتے کہ چلو جلدی سے پہنچ جاؤ اپنے ساتھیوں کے ساتھ، بلکہ بے فکر ہو کر بے دھڑک لڑتے ہوئے انتہائی آرام سے اخیر میں آ کر دیکھ کر اطمینان کر کے کہ میرے سب ساتھی پہنچ گئے، کوئی یہاں زخمی تو نہیں کوئی یہاں شہید تو نہیں پڑا ؟ یعنی بے فکر ہو کر آرام سے اپنی صفوں میں واپس آتے تھے، تو یہ تعریف کر رہے ہیں اَوَّلُنَا فُصُوْلًا وَآخِرُنَا قُفُوْلًا .

فَبَيَّنَ شِدَّةَ رَغْبَتِهٖ فِی الْجِهَادِ وَهُوَ مَنْدُوْبٌ اِلَيْهِ اور نبی علیہ السلام نے اس میں ان کی جہاد کی رغبت جو شدت کے ساتھ تھی وہ بیان کی ہے، ان میں بہت زیادہ جہاد کی رغبت تھی، اس میں بہت جوش وخروش اور ولولہ کے ساتھ حصہ لیتے تھے !

نیکیوں میں سبقت لے جاؤ :

آگے قرآنِ پاک کا حوالہ بھی دے رہے ہیں کہتے ہیں قال تعالٰی ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ﴾ ۱ نیکیوں کے معاملے میں آگے بڑھ جاؤ ! سوچ میں مت پڑو قَالَ تَعَالٰی اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ﴿وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ﴾ ۲ جلدی کرو اچھے کام میں دیر مت کرو آگے بڑھو سبقت لو وَبَيَّنَ شِدَّةَ صَبْرِهٖ عَلَى الْقِتَالِ حَيْثُ كَانَ آخِرُهُمْ رُجُوْعًا نبی علیہ السلام نے اس میں پہلا جملہ اَوَّلُنَا فُصُوْلًا کہہ کر رغبت دلائی اور وَآخِرُنَا قُفُوْلًا میں نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ نے بَيَّنَ شِدَّةَ صَبْرِهٖ عَلَى الْقِتَالِ قتال پر جمے رہنے کی شدت کہ پھر جمے بھی خوب ڈٹے ، اخیر میں واپس ہوتے تھے ورنہ جمے رہتے تھے حَيْثُ كَانَ آخِرُهُمْ رُجُوْعًا کیونکہ سب سے اخیر میں واپس آتے تھے وَهُوَ صِفَةُ مَدْحٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ ۳

دورانِ جہاد نمازوں کی پابندی :

پھر نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اخیر میں ایک جملہ اور فرمایا وَكَانَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا نمازوں کو اُس کے وقت پر پڑھتے تھے ، یہ بھی ان کی خوبیوں میں ہے ثُمَّ بَيَّنَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا اَىْ مَعَ حِرْصِهٖ عَلَى الْقِتَالِ كَانَ يَحْفَظُ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا یعنی ادھر حدیث ہے قتال اور جہاد کی اور ادھر نماز بھی وقت پر پڑھتے ہیں ، یہ تو بہت مشکل کام ہے دونوں پر جمنا کہ جہاد کا بھی حکم ہو کہ لڑنا ہے وہ بھی نہیں چھوڑنا اور یہ بھی حکم ہے کہ نماز کو اُس کے وقت پر پڑھنا ہے یہ بھی نہ چھوٹ جائے یہ بڑا مشکل کام ہے ، کہتے ہیں یہ دونوں خوبیاں بہت مشکل سے جمع ہوتی ہیں کہ قتال کی حدیث پر بھی عمل ہو اور نماز کو بھی اپنے اوقات پر پڑھنے کا پابند ہو ، مجاہد کو اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے یہ ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہوتا کہ جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور اس کے ساتھ ساتھ نمازوں کو بھی ان کے اوقات پر پڑھے وَهُوَ صِفَةُ مَدْحٍ یہ بھی ایک صفتِ مدح ہے ! !

---

۱ سورۃ البقرۃ : ۱۴۸ ۲ سورۃ ال عمران : ۱۳۳ ۳ سورۃ ال عمران : ۲۰۰

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ ﴾ ۱ نمازوں پر محافظت کرو وَجَاءَ فِیْ تَأْوِیْلِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ﴾ ۲ اس کی تاویل میں آتا ہے کہ اَنَّہُ الْمُحَافَظَۃُ عَلَی الصَّلَوَاتِ فِیْ وَقْتِھَا اس کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس نے رحمٰن سے معاہدہ کرلیا وہ پھر پابندی سے وقت پر نماز پڑھتا ہے ! یہ گویا معاہدہ ہے اللہ سے کہ جب آپ کے دربار سے آواز آئے گی تو میں حاضر ہوجاؤں گا ! جب مؤذن کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ آجاؤ دربارِ شاہی کھل گیا اور دربار شاہی میں حاضری کا وقت آگیا تو بس پھر یہ تاخیر نہیں کرتا پہنچتا ہے، محافظت کرتا ہے، پابندی کرتا ہے !

ایک علمی بات :

وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ عَلَی الشَّافِعِیْ اب یہاں ایک اور علمی بات آگئی کہ یہ حدیث ہمارے حنفی مسلک کی تائید ہے اور یہ حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر کیونکہ فَاِنَّہٗ یُجِیْزُ الْجَمْعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ فِی السَّفَرِ کہ وہ سفر میں جَمْعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ کے قائل ہیں اور وَالْجِھَادُ اَبَدًا یَکُوْنُ فِیْ حَالِ مَایَکُوْنُ مُسَافِرًا اور جہاد تو ہمیشہ مسافرت ہی کی حالت ہوتا ہے اور اس میں عمل کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے، اس کے باوجود نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام ان کی تعریف کر رہے ہیں ! ! وَلَوْکَانَ الْجَمْعُ جَائِزًا اگر نمازوں کو جمع کرنا جائز ہوتا جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تو لَمَا اسْتَقَامَ ذٰلِکَ ۳ وہ پھر اس کی اتنی پابندی نہ کرتے اور نہ ہی نبی علیہ السلام اس طرح تعریف کرتے تو معلوم ہوتا ہے اس سے حنفی مسلک کی تائید ہو رہی ہے ! !

اس میں آپ کو کافی چیزیں معلوم ہوگئیں اس ایک حدیث کی تشریح ہوگئی تلواروں کی قسمیں معلوم ہوگئیں

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

۱ سورۃ البقرۃ : ۲۳۸ ۲ سورۃ مریم : ۸۷

۳ شرح کتاب السیر الکبیر باب فضیلۃ الرباط ج ۱ ص ۱۲ - ۱۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد شارع رائیونڈ لاہور ﴾

۹/اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعرات جامعہ مدنیہ جدید کے نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب، پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر عبدالشکور صاحب نقشبندی مجددی کی دعوت پر خانقاہِ حبیبہ نقشبندیہ چکوال تشریف لے گئے، جانشین حضرت صاحبزادہ پیر عبدالقدوس صاحب نقشبندی مجددی کی سرپرستی میں دو روزہ روحانی نقشبندی اجتماع منعقد ہوا جس میں جانشینِ حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ مولانا عکاشہ میاں صاحب نے شرکت کی اور سالکین طریقت سے مختصر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر صاحبزادہ عمر فاروق نقشبندی، مولانا عمر علوی صاحبزادہ عزیز رضوان نقشبندی اور جامعہ کے فاضل مولانا کامران چکوالی نے مولانا عکاشہ میاں صاحب کی چکوال آمد پر استقبال کیا۔

۱۹/اپریل جامعہ مدنیہ جدید کے نائب مہتمم صاحب مولانا عکاشہ میاں صاحب، جناب سید سلمان گیلانی سیمینار میں شرکت کی غرض سے ایوانِ اقبال لاہور تشریف لے گئے، سیمینار میں شرکت کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کے ہمراہ حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم کی عیادت کے لیے جامعہ مدنیہ کریم پارک تشریف لے گئے۔

۲۰/اپریل کو جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اس موقع پر آپ نے جامعہ کے اساتذہ اکرام سے مختلف تعلیمی اور انتظامی امور پر تفصیلی گفتگو فرمائی جس میں جامعہ کی تعلیمی و ترقیاتی امور کے حوالے سے اہم نکات زیر بحث آئیں

وفیات

۵؍ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ/ ۲۳؍اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعرات شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید، دارالعلوم (وقف) دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد قمر صاحب عثمانیؒ طویل علالت کے بعد دیوبند میں انتقال فرماگئے۔ آپ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

۱۱؍شوال ۱۴۴۷ھ/ ۳۱؍مارچ ۲۰۲۶ء بروز منگل شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کی خوشدامن صاحبہ طویل علالت کے بعد مردان کمپلیکس ہسپتال میں انتقال فرماگئیں، آپ فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع گل رحمۃ اللہ علیہ کی بھتیجی اور بہو تھیں ! اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

۲۱؍شوال المکرّم ۱۴۴۷ھ/ ۱۰؍اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعہ جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق استاذ حضرت مولانا قمر الحسن صاحب مدظلہم کی والدہ صاحبہ انتقال فرماگئیں۔

۲۸؍شوال المکرّم ۱۴۴۷ھ/ ۱۷؍اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعہ بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے نواسے جناب جعفر حسن صاحب صدیقی اچانک حرکت قلب بند ہونے کے باعث لاہور میں انتقال فرماگئے۔

۱۹؍اپریل ۲۰۲۶ء کو جامعہ مدنیہ جدید کے معاون ناظم مولانا عامر اخلاق صاحب کے ماموں زاد بھائی بوجہ کینسر کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ میں وفات پاگئے۔

۲۰؍اپریل ۲۰۲۶ء کو فاضل جامعہ مدنیہ مولانا غلام رسول صاحب بلتستانی کی والدہ، جامعہ مدنیہ جدید کے ماہنامہ انوار مدینہ کے سرکولیشن مینیجر مولانا محمد صدیق صاحب بلتستانی کی ممانی صاحبہ طویل علالت کے بعد سکردو میں وفات پاگئیں۔

٢٤ ؍ اپریل ٢٠٢٦ء کو حضرت مولانا سید جاوید شاہ صاحب مدظلہم کے پوتے ، نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب حضرت مولانا سید محمد زکریا شاہ صاحب مدظلہم کے صاحبزادے سید محمد شاہ صاحب بوجہ حادثہ گیارہ سال کی عمر میں فیصل آباد میں وفات پا گئے اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ، والدین کے لیے بلندی درجات کا سبب بنائے اور نعم البدل عطا فرمائے ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین ۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین ۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(١) مسجد حامد کی تکمیل

(٢) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(٣) کتب خانہ اور کتابیں

(٤) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے ۔ (ادارہ)

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org